Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

Imam al-Qudūrī:
His Life, Scholarly Rank, and the Juristic Authority of Mukhtaṣar al-Qudūrī in Classical and Contemporary Contexts

امام قدوریؒ: سیرت، علمی مقام اور مختصر القدوری کی فقہی حیثیت—کلاسیکی و عصری تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

Dr. Hafiz Khalil Ahmad Qadri
PhD in Islamic Studies, College of Shariah & Islamic Sciences, Minhaj University, Lahore, Islamic Scholar and Educator, Teaching Dars-e-Niẓāmī syllabus at Jamia Hajveria since 1998
Email: drkhalilahmadqadri@gmail.com

Abstract
Imam Abu al-Husayn Ahmad ibn Muhammad al-Qudūrī (d. 428 AH / 1037 CE) is recognized as one of the most influential jurists of the Hanafi school, and his celebrated work *Mukhtaṣar al-Qudūrī* remains foundational within the canon of Hanafi legal literature. This study offers a comprehensive analysis of Imam al-Qudūrī's life, scholarly contributions, and methodological legacy, while examining the enduring authority of his *Mukhtaṣar* in both classical jurisprudence and contemporary legal discourse. Drawing on biographical collections, juristic commentaries, works of *rijāl* and *fiqh*, as well as modern academic research, the study contextualizes the intellectual environment in which al-Qudūrī lived and highlights the distinctive features that elevated him to a position of prominence among the early Hanafi jurists. A major focus of the paper is the significance of *Mukhtaṣar al-Qudūrī* within the tradition of Hanafi *mutūn*. The text's clarity, precision, and careful selection of authoritative opinions facilitated its adoption as a central teaching manual for centuries, forming the backbone of instruction in *madāris* across the Muslim world. The research analyzes the methodological structure of the *Mukhtaṣar*—its reliance on transmitted rulings, avoidance of unnecessary juristic debate, and balanced presentation of dominant and alternative opinions—while addressing contemporary misconceptions, including claims of alleged *tasāmuḥāt* (excessive ease) attributed to Imam al-Qudūrī.
The study further explores the contemporary relevance of *Mukhtaṣar al-Qudūrī*, demonstrating how its principles continue to inform modern legal deliberations on issues such as financial ethics, gender matters, worship, and personal law. It argues that meaningful engagement with al-Qudūrī's methodology requires integrating classical juristic tools with contemporary hermeneutical approaches. Ultimately, the paper concludes that the scholarly legacy of Imam al-Qudūrī remains vital for understanding Hanafi jurisprudence and that his *Mukhtaṣar* provides a foundational,

reliable, and adaptable framework for addressing emerging fiqh challenges in the modern world.

Keywords: Imam Al-Qudūrī, Mukhtaṣar Al-Qudūrī, Hanafi Fiqh, Juristic Methodology, Islamic Legal Tradition, Contemporary Fiqh Issues

تمہید

اسلامی فقہی روایت ایک وسیع، منظم اور صدیوں پر محیط علمی ورثہ ہے جس نے امتِ مسلمہ کی دینی، سماجی اور تہذیبی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اس روایت کا ایک نمایاں پہلو وہ فقہی متون (*mutūn*) ہیں جنہوں نے نہ صرف مدارسِ دینیہ کے نصاب کو تشکیل دیا بلکہ مسلم معاشروں میں عملی فقہ کی تفہیم اور تطبیق کو بھی منظم کیا۔ انہی بنیادی متون میں *مختصر القدوری* کو مرکزی مقام حاصل ہے، جو اپنی جامعیت، اختصار، اتقان اور فقہی استدلال کی پختگی کی بنا پر فقہِ حنفی کا ستون کہلاتی ہے۔ اس عظیم علمی ورثے کے مصنف، امام ابوالحسین احمد بن محمد القدوریؒ، چوتھی و پانچویں صدی ہجری کے جلیل القدر فقہاء میں سے تھے جنہوں نے علمی بصیرت، تقویٰ اور فقہی مہارت کے امتزاج سے ایک دائمی علمی اثر چھوڑا۔ قدوریؒ کی شخصیت اور ان کا *مختصر* محض ایک درسی کتاب نہیں بلکہ حنفی فقہ کے اعلیٰ مناہج، اصولی ترجیحات اور روایتی فقہی توازن کی بہترین نمائندگی کرتا ہے۔ صدیوں تک یہ کتاب درسِ نظامی اور اسلامی قانونی تعلیم کا بنیادی محور رہی ہے، اور آج بھی پوری دنیا کے مدارس میں اسے سندِ اعتماد حاصل ہے۔ تاہم عصرِ حاضر میں فقہی متون پر نئی بحثیں جنم لے رہی ہیں۔ ایک طرف بعض جدید حلقوں میں فقہی متون کو غیر متعلق یا جامد قرار دینے کا رجحان بڑھ رہا ہے، تو دوسری جانب مخالفانہ علمی فضا میں قدوریؒ پر "تسامحات" یا فقہی آسان گیری کے الزامات بھی سامنے آتے ہیں۔ ان مباحث کی موجودگی میں ضروری ہے کہ امام قدوریؒ کی علمی خدمات، ان کے منہجی اصول، اور *مختصر القدوری* کی بنیادوں کا تحقیقی جائزہ لیا جائے۔

اسی کے ساتھ ساتھ جدید فقہی موضوعات—معاشی معاملات، سماجی تشکیل، خاندانی قوانین، عورت سے متعلق مسائل، اور جدید قانونی ڈھانچوں—میں بھی قدوریؒ کے منہج کی تطبیق کی ضرورت پہلے سے زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ فقہ کی عصری معنویت اسی وقت برقرار رہ سکتی ہے جب کلاسیکی فقہی ذخیرے کو نہ محض تاریخی دستاویز سمجھا جائے اور نہ ہی جامد متن، بلکہ اسے ایک زندہ، قابلِ فہم اور قابلِ تطبیق علمی روایت کے طور پر پیش کیا جائے۔ یہ مقالہ انہی علمی تقاضوں کے پیشِ نظر مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں امام قدوریؒ کی سوانح، علمی مقام، حنفی فقہ میں ان کے کردار، *مختصر القدوری* کی خصوصیات، اس کی تدریسی اہمیت، اور اس پر ہونے والے اعتراضات کا تحقیقی تجزیہ شامل ہے۔ ساتھ ہی عصرِ حاضر کے اہم فقہی مباحث میں اس متن کے عملی اطلاقات

اوراس کی قانونی رہنمائی کی صلاحیت کو بھی واضح کیا گیا ہے۔اس تحقیق کا مقصد حنفی فقہی روایت کے ایک بنیادی منبع کو نئے تناظر میں متعارف کرانا،اس کی اصل روح کو نمایاں کرنا،اور جدید مسائل میں اس کی معنویت کو مدلل انداز سے ثابت کرنا ہے۔

تعارف

فقہِ اسلامی کی تدوین اوراس کے ارتقائی مراحل میں حنفی فقہ کو نمایاں اور مرکزی مقام حاصل ہے۔اس مکتبِ فکر نے نہ صرف فقہی اصولوں کو منظم کیا بلکہ عملی زندگی میں پیش آنے والے مسائل کے حل کے لیے ایک ہمہ گیر اور متوازن قانونی نظام تشکیل دیا۔اس فقہی روایت کے اہم ستونوں میں سے ایک نام امام ابوالحسین احمد بن محمد القدوریؒ کا ہے، جنہوں نے چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں فقہِ حنفی کی تدریس،تدوین اور توسیع میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ان کی شہرۂ آفاق تصنیف *مختصر القدوری* صدیوں سے دنیائے اسلام کے مدارس میں ایک مرکزی نصاب، فقہ حنفی کی بنیادی دستاویز،اور عملی فقہی رہنمائی کا معتبر مصدر رہی ہے۔*مختصر القدوری* کی اہمیت صرف اس کے اختصار، جامعیت اور وضاحت تک محدود نہیں،بلکہ اس میں فقہی ترجیحات،روایت ودرایت کے امتزاج،اور مسائل کے انتخاب میں جو فقہی بصیرت ملتی ہے وہ اسے دیگر متون سے ممتاز کرتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ فقہائے حنفیہ نے اس متن کو فقہ کی تعلیم کا بنیادی سنگِ میل قرار دیا،اوراس پر بے شمار شروح، حواشی اور علمی کام وجود میں آئے۔ عصرِ حاضر میں اگرچہ یہ متن بدستور علمی مقام رکھتا ہے،تاہم جدید قانونی مباحث، معاشرتی تبدیلیوں، تہذیبی سوالات،اور بعض علمی اعتراضات کے باعث اس کی نئی معنویت سامنے آئی ہے۔کچھ حلقے فقہی متون کی افادیت پر سوال اٹھاتے ہیں، جبکہ بعض ناقدین امام قدوریؒ پر *تسامحات* کے دعوے کرتے ہیں۔ایسے حالات میں ضروری ہے کہ امام قدوریؒ کی علمی شخصیت، منہجی خصوصیات،اور *مختصر القدوری* کی فقہی حیثیت کا جامع علمی جائزہ لیا جائے،اور یہ واضح کیا جائے کہ یہ متن کس طرح آج کے پیچیدہ فقہی مباحث میں رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

یہ مقالہ اسی مقصد کے تحت مرتب کیا گیا ہے تاکہ حنفی فقہ کے اس بنیادی ماخذ کو کلاسیکی اور جدید دونوں تناظرات میں سمجھا جائے،اس کے علمی مقام کا ازسرِنو تعین کیا جائے،اور اسے عصرِ حاضر کے فقہی و قانونی مباحث میں مؤثر طور پر بروئے کار لانے کے ممکنہ طریقے پیش کیے جائیں۔

(1) نسب اور نسبت قدوری میں مفتی بہ دل اور دلائل و قرائن

Research Journal MA'ARIF-E AULIYA

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

ابو حسین احمد بن محمد بن احمد بن حمدان ابو بکر القدوری البغدادی الحنفی، یہ آپ کا نسب نامہ ہے القدوری میں یاء نسبت کی ہے اس کی وجہ تسمیہ اور انتساب میں اختلاف ہے القدوری ق، د کے ضمہ کے ساتھ ہے (i) بعض علماء نے فرمایا: اس کی نسبت قدور یا قدورہ کی طرف ہے جو بغداد کے اندر ایک بستی ہے جہاں آپ پیدا ہوئے (ii) جیسا کہ بیضاوی، بیضاء، بستی اور سیوطی، سیوط بستی کی طرف منسوب ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ قدور، قدر کی جمع ہے جو ہانڈی کے معنی میں ہے اس کی تصغیر قدیرۃ/قدیر آتی ہے (iii) اور القادر کا معنی ہے ہانڈی میں پکانے والا یا یہ ان کے آباء میں سے کوئی ہانڈیاں بنا کر بیچتا یا معنی دیگ ہے دیگیں بناتے یا ان کے علاقہ میں ان کی رہائش گاہ کے ارد گرد دیگیں بنانے والے تھے اس لیے ان کو قدوری کہا جاتا ہے ان دونوں اقوال میں سے راجح کون سا ہے؟ حضرت محقق العصر قبلہ علامہ استاذی المکرم صاحب المظہر النوری نے پa ہلے قول کو راجح قرار دیا جبکہ دیگر تمام محققین نے دوسرے قول کو ہی ترجیح دی۔

پہلی دلیل وقرینہ

ڈاکٹر محمد احمد سراج اور ڈاکٹر علی جمعہ محمد التجرید کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

ورجح السيوطى والسمعانى رجوعه الى بيع القدور ووضعها بما يدل على اشتغاله و اشتغال احد ابائه بهذه الحضة ومهما يكن من امرفانه قد تميز بهذه النسبةعن غيره ۔(iv)

ترجمہ: امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اور امام سمعانی رحمہ اللہ نے ہانڈیوں کے بیچنے اور بنانے کی طرف لوٹنے کو ترجیح دی کہ امام صاحب خود یا ان کے آباء میں سے کوئی ایک اس پیشہ میں مشغول رہتا تھا جب یہ معاملہ ہے تو اس اعتبار سے اس نسبت کے سبب وہ غیر سے ممتاز ہو گئے۔

دوسری دلیل وقرینہ

ڈاکٹر عماد فؤاد حسن الراوی جامع المضمرات والمشكلات في شرح مختصر الامام القدوری کے مقدمہ میں مذکورہ قدورۃ بستی والا قول ذکر کرنے بعد یوں تبصرہ کرتے ہیں:

ولكن هذا القول مخالف لما قرره علماء الانساب ولهذا قال في مفتاح السعادةوفيه نظر. (v)

ترجمہ: لیکن یہ قول علماء انساب کی تقریر کے مخالف ہے اس لیے صاحب مفتاح السعادۃ نے فرمایا کہ اس میں اعتراض ہے۔(vi)

مذکورہ قول ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد احمد سراج فرماتے ہیں:

وعلى هذا الراى اكثر من ترجمه ولعله هو الراجح والقدوري نسبة الى بلدة قدورة في بغداد وقد بحثنا عن بلدة قدورة هذه فلم تعثر على اية معلومات عنها وقد قال الرهاوى الحنفى عن هذا الراى كما ذكره طاشكبرى زاده في شرحدرر البحار فيه نظر لا أصل لهذه النسبة. (vii)

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

ترجمہ: اکثر مترجمین اسی رائے پر ہیں اور یہی راجح ہے اور قدوری کو قدورہ بغداد کے اندر واقع ہونے والے شہر کی طرف منسوب کرنا تو یہ ایسی بات ہے کہ ہم قدورہ شہر کو تلاش کرتے رہے لیکن ہم کسی طرح کی معلومات پر بھی مطلع نہ ہو سکے اس رائے کے رہاوی حنفی قائل ہیں جس طرح طاش کبری زادہ نے درالبحار کی شرح میں فرمایا کہ یہ قول قابل اعتراض ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ولادت وارتحال

آپ کی ولادت ۳۶۲ھ/۹۷۳ء کو ہوئی(viii) اور آپ ۶۷ سال کی عمر پا کر بروز اتوار ۵ رجب المرجب ۴۲۸ھ/۲۴ اپریل ۱۰۳۷ء کو انتقال فرما گئے اور شہر بغداد کے مقام درب ابی خلف میں دفن ہوئے پھر وہاں آپ کی قلب مکانی ہوئی شارع منصور کی طرف وہاں مشہور فقہ حنفی کے امام ابو بکر الخوارزمی کے پہلو میں دفن ہو گئے۔(ix)

آپ کے اساتذہ کرام

فقہ

ابو عبداللہ محمد بن یحی بن مہدی الجرجاني المتوفی ۳۹۸ھ۔(x)

حدیث

جن سے آپ نے حدیث سماعت فرمائی وہ بغداد کے دو محدث تھے:

(1) محمد بن علی بن حسین بن ابراہیم بن سوید ابو بکر المؤدب المتوفی ۳۸۱ھ(xi)

(2) عبداللہ بن محمد الحوشبی المتوفی ۳۷۵ھ ولادت ۲۹۴ھ(xii)

تلامذہ

(1) ابو بکر احمد بن علی بن ثابت البغدادی ۳۹۲ھ-۴۲۳ھ(xiii)

(2) قاضي القضاة ابو عبداللہ محمد بن علی ۳۹۸ھ–۴۷۸ھ(xiv)

(3) ابو نصر احمد بن محمد بن محمد ۴۷۴ھ(xv)

(4) مفضل بن مسعود بن محمد بن یحیی ۴۴۲ھ(xvi)

(5) عبدالرحمن بن محمد السرخسی ۴۳۹ھ(xvii)

(6) قاضي القضاة ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد ۴۷۸ھ(xviii)

(7) ابوالحارث محمد بن ابوالفضل محمد السرخي(xix)

امام قدوری کی تصنیفی خدمات

Research Journal MA'ARIF-E AULIYA
Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

(1) مختصر القدوری

(2) اور قدوری سے بھی بڑی آپ کی کتاب: الطبعۃ المقارنۃ التجرید ہے جو مکتبہ محمودیہ افغانستان سے بارہ جلدوں میں چھپ چکی ہے جس میں امام قدوری پہلے اختلافی وخلافی مسائل میں احناف کے دلائل پھر شوافع کے دلائل پر احناف کی توثیق پھر شوافع کے دلائل کی تردید کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ شہرت قدوری کو مل گئی ورنہ کتاب التجرید کی بھی چند نایاب خصوصیات ہیں:

(3) فقہ کے اندر سب سے بڑا موسوعہ ہے مذاہب ائمہ کے درمیان بالخصوص احناف وشوافع کے اختلافی مسائل

(4) تجرید وہ فقہ کی تاب ہے جس نے حقیقی فقہ کی صورت دکھائی بالخصوص علم خلاف/خلافیات کے حوالہ سے

(5) تجرید وہ کتاب ہے کہ اس میں شوافع حضرات کی نصوص اور احناف کی بھی نصوص ہیں جو اور کتب میں نہیں ہیں۔

(6) اور یہ کتاب ۴۰۵ھ میں امام قدوری نے املاء کروائی جس وقت ان کی عمر ۴۲ سال ہو چکی تھی۔ آپ کے اسی دور میں دو کتب ہم عصر نے بھی اختلافی مائل پر تحری کی ہیں: (1) الخلافیات ابو بکر احمد بن حسین البیہقی الشافعی ۴۰۸ھ (2) رؤس المسائل ابو قاسم جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری المعتزلی الحنفی ۵۳۸ھ لیکن امام قدوری جیسا تفنن عبارت مذکورہ کتب میں نہیں ہے۔ التجرید کا آغاز کتاب الطھارت جبکہ اختتام ادب القاضی کے ساتھ ہوتا ہے۔

(7) شرح مختصر کرخی

(8) التقریب الاول جوفی الفروع امام اعظم اور ان کے تلامذہ کے اختلافی مسائل پر مشتمل ہے لیکن اس میں دلائل ذکر نہیں کیے۔

(9) التقريب الثاني یہ کتاب بھی امام صاحب اور آپ کے اصحاب کے اختلافی مسائل پر مشتمل ہے لیکن مفصل دلائل سے بھی یہ کتاب مزین ہے۔

(10) مسائل الخلاف بين الحنفيين اس کتاب کا ذکر ابن الوفاء القرشی الخوانساری نے کیا ہے۔

(11) جزفی الحدیث

(12) شرح ادب القاضی علی مذہب ابی حنیفہ

(13) مختصر یہ آپ نے اپنے بیٹے کیلئے سپیشل لکھی۔[xx]

مختصر القدوری کی اہمیت اور متون میں عمدہ مقام و مرتبہ

مختصر القدوری کی یوں تو اہمیت بین الانام مسلمہ ہے لیکن اس سے بڑھ کر اس کتاب کو یہ مقام بھی حاصل ہے کہ جس طرح علم نحو میں الکتاب بولے جانے سے مراد امام سیبویہ کی کتاب مراد لی جاتی ہے ایسے ہی علوم فقہ میں جب بھی الکتاب کا لفظ بولا جاتا ہے تو فقہ کے اعتبار سے اس سے مراد "مختصر القدوری" ہوتی ہے۔ گویا کہ فرد کامل الکتاب کا مختصر القدوری ہی ہے کیونکہ وہ اکثر و بیشتر مسائل فقہیہ کا موسوعہ اور انسائیکلوپیڈیا بھی ہے الکتاب سے "مختصر القدوری" مراد لینے کی وجہ بھی علماء بیان کرتے ہیں:

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

لاستفاضة ذكر عندهم ولكثرة من تفقه واعتمد عليه(xxi)

کیونکہ احناف کے ہاں اس کا ذکر مشہور ہے اور جو فقہ حاصل کرتا ہے اس کے ہاں یہ بہت زیادہ پائی جاتی ہے اور اس پر اعتماد و بھروسہ بھی کیا جاتا ہے۔

اور مزید براں یہ کہ امام قدوری کی مختصر کے مسائل کو مشائخ کبار کے ہاں تواتر اور تلقی قبول کا مقام حاصل ہے چنانچہ صاحب متانہ رقمطراز ہیں:

اما المختصرات اللتي صنفها حذاق الائمة وكبار الفقهاء المعروفين بالعلم والزهد والفقاهة والعدالة فى الرواية كالامام ابى جعفر الطحاوي وابي الحسن الكرخي والحاكم الشهيد المروزي و ابي الحسين القدوري ومن في هذه الطبقة من علمائنا الكبار فهي موضوعة لضبط اقوال صاحب المذهب وجمع فتاواه المروية عنه فمسائلها ملحقة بمسائل الاصول وظواهر الروايات في صحتها وعدالة رواتها وما فيها دائربين متواتر و مشهور و احاد صحيحة الاسناد وقد تواترت هذه المختصرات عين مصنيفها وتلقاها علماء المذهب بالقبول منهم۔(xxii)

وہ متون جن کو ماہر ائمہ نے تصنیف کیا اور ان بڑے بڑے فقہاء نے جو علم، زہد، فقاہت اور روایت کرنے میں عدالت کے اندر مشہور ہیں مثلاً ابو جعفر الطحاوی ۳۲۱ھ، ابوالحسن کرخی ۹۵۱ھ، امام حاکم شہید المروزی ۳۳۴ھ، امام ابوالحسین قدوری ۴۲۸ھ اور جو جو بڑے بڑے علماء اس طبقہ میں شامل ہیں تو یہ مقرر کیے گئے ہیں صاحب مذہب کے مختلف اقوال کو محفوظ کرنے کیلئے اور جو ان سے فتاوی جات روایت کیے گئے ان کو اکٹھا کرنے کے لیے ان متون کے مسائل کو ملایا جائے گا اصول الروایہ اور ظاہر الروایۃ [امام محمد کی کتب ستہ (مبسوط، زیادات، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر)] کے ساتھ صحت کے اعتبار سے اور راویوں کی عدالت کی حیثیت سے اور ان متون میں جو جو مسائل دائر ہیں وہ متواتر مشہور اور صحیح الاسناد خبر واحد کے درمیان دائر ہونے کے مترادف ہیں اور یہ تصنیف شدہ متون حد تواتر کو پہنچ چکے ہیں اور علماء کے ہاں یہ قبولیت عامہ کا رتبہ حاصل کر چکے ہیں۔

صاحب المتانہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ان متون پر متقدمین بھی اعتماد کرتے تھے اور بھی متون ہیں جن پر متاخرین نے بھی اعتماد کیا ہے لیکن مذکورہ صاحب متون نے التزام کر رکھا ہے کہ اپنی اپنی کتب میں قول راجح مقبول اور قوی کو ہی ذکر کریں گے نیز ان متون کا بیان کردہ مسئلہ یوں ہی قابل راجح ہے جس طرح امام محمد کی کتب ستہ کا مسئلہ ہے اور فقہ میں اس طرح ان کتب ستہ کا مقام ہے جیسے حدیث میں صحاح ستہ کا ہے کیونکہ کہا جاتا ہے "المتون کا لنصوص" کہ متون نصوص کی مانند ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک مسئلہ متن میں ہے اب اس کے برعکس کسی شرح یا فتاوی میں آیا ہے تو بوقت تعارض بھی متون کو شروح اور فتاوی جات پر ترجیح ہوتی ہے کہ وہ قوی اور مقبول وراجح اقوال کو ذکر کرتے ہیں۔

علامہ عبدالحہ لکھنوی کا مختصر القدوری کے معتبر ہونے پر تبصرہ

علامہ عبدالحہ لکھنوی فرماتے ہیں کہ متاخرین علماء کرام نے تین متون پر اعتماد کیا ہے:(xxiii)

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

(1)الوقایہ تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ۶۷۳ھ

(2) مختصر القدوری۴۲۸ھ

(3) کنزالد قائق ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی ۷۱۰ھ

اور بعض نے ان چار متون پر اعتماد کا اظہار کیا:

(1)"الوقایہ"

(2)"کنزالد قائق"

(3)المختار الفتوی ابوالفضل مجدالدین عبداللہ بن محمود الموصلي ٦٨٣ھ

(4) مجمع البحرین مظفر الدین احمد بن علی بن ثعلب ساعاتی بعلبکی ٥٦٩٤

کہاان متون کو بوقت تعارض ترجیح دی جائے گی تین وجہ سے:

(1)ان کے مصنفین عظیم مقام رکھتے ہیں۔

(2)ان کتب میں ظاھر الروایۃ مسائل ذکر کرنے کاالتزام کیا گیا ہے۔

(3)ان کے مسائل اتنے مضبوط ہیں کہ ان پر مشائخ کبار نے اعتماد کا اظہار کیا ہے۔البرکۃ مع اکابرکم

علامہ ابن عابدین شامی کا متن قدوری پر توثیق کا اظہار

تخصص فی الفقہ سال اول میں پڑھائی جانے والی کتاب "رسم المفتی" میں آپ رقمطراز ہیں:

قال لا یخفی ان المراد بالمتون المتون المعتبرة کالبداية ومختصرالقدوری والمختار والنقاية والوقاية والکنز والملتقی فانها الموضوعة لنقل المذهب مما هو ظاهر الرواية([xxiv])

یہ بات سب پر واضح ہے کہ متون سے فقہ حنفی میں مراد معتبر یعنی قابل اعتماد مراد ہیں ۔ مثلا بدایۃ المبتدی (علامہ امام ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی۵۹۳ھ)اور مختصر القدوری اور المختار الفتوی اور النقایۃ (صدر الشریعہ عبد اللہ بن مسعود حنفی ۷۴۵ھ)اور وقایہ اور کنزالد قائق اور ملتقی الابحر (علامہ ابراہیم بن محمد حلبی ۹۵۶ھ)اسے قدوری، کنز، وقایہ وغیرہ کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ مذکورہ متون معتبرہ اس لیے کہلاتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے مذہب کو نقل کرنے کے لیے ظاہر الروایہ کاالتزام کیا ہوا ہے۔

اسی لیے علامہ شامی اسی رسم المفتی میں فرماتے ہیں: فقہائے متاخرین کی غیر محررہ تصنیفات یعنی جن میں صحت کا خاص اہتمام والتزام نہیں کیا گیااور جن کی پوری تنقیح بھی نہیں ہوسکی ان کے مسائل پر آنکھ بند کرکے اعتماد نہ کیا جائے مثلاً

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

(1) الدر المختار، علامہ علاءالدین حصکفی، 1088ھ

(2) شرح النقایہ علامہ شمس الدین محمد القھستانی 962ھ

(3) الاشباہ والنظائر علامہ زین الدین، المعروف ابن نجیم، مصری، 970ھ

(4) نمر دالاحکام ملا خسرو محمد بن فراموز 885ھ

(5) تنویر الابصار شمس الدین محمد بن عبداللہ احمد التمر تشی 1004ھ

(6) شرح الاشباہ علامہ محمد ھبۃ اللہ 1224ھ، بنام تحقیق الباھر فی شرح الاشباہ والنظائر

(7) ملا مسکین معین الدین الھروی 954ھ

(8) القنیۃ ابو الرجا، نجم الدین مختار بن محمود 658ھ

(9) النہرافائق بشرح کنزالد قائق مولانا سراج الدین عمر بن نجیم، 1005ھ

(10) رمز الحقائق فی شرح کنزالد قائق علامہ بدر الدین محمود العینی، 855ھ

(11) البحر الرائق شرح کنزالد قائق زین الدین بن ابراہیم المصری الحنفی 970ھ[xxv]

علامہ شامی نے چونکہ فرمایا کہ متون سے مراد متون معتبرہ ہے اس لیے ہم نے انہی کی کتاب سے متون غیر معتبرہ کی ان کے ہاں جو مراد تھی وہ بھی ذکر کر دی تاکہ تعرف الاشیاء باضدادہا پر عمل ہو جائے امکان باقی ہے کہ یہ ان کا محدث ابن جوزی اور امام ترمذی کی طرح تفرد ہو آپ اس کی وجہ بھی نقل کرتے ہیں کہ ان کتب کو غیر معتبرہ اس لیے مانا گیا ہے کیونکہ ایجاز واختصار کی بنا پر یہ کتابیں پہیلیاں بن کر رہ گئی ہیں دوسری وجہ غیر معتبرہ ہونے کی یہ ہے کہ ان میں امتیاز کے بغیر رطب ویابس اقوال جمع کر دیے ہیں حتیٰ کہ بعض مقامات پر مذہب غیر کو اپنا مذہب حنفی بنا کر پیش کر دیا گیا ہے۔

صاحب مختصر ربیع الابرار کا تبصرہ اور اس متن قدوری کی قبولیت کی اصل وجہ

آپ فرماتے ہیں کہ جس وقت امام قدوری نے مختصر کی تالیف کو مکمل کر لیا تو اس کو اپنے ساتھ بیت اللہ الحرام شریف اپنے ساتھ لے گئے اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا کی یا اللہ اس متن میں برکتیں عطا فرما۔[xxvi] ان کی دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گئی اور للذي ببكة مباركا وهدى للعلمين سے اس کتاب کو ایسا برکت نامہ ملا کہ جو اس کو کسی نیک صالح استاذ سے مکمل پڑھ لے اور ختم کے وقت دعا کرے تو اس کے بارہ ہزار مسائل کے مطابق اللہ تعالی اس کو بارہ ہزار دراہم عطا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصنف جتنا صاحب تقوی ہو گا تو اس کا اثر پڑھنے والوں کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ صاحب طاش کبری زادہ نے فرمایا کہ اس کتاب سے علماء برکتیں حاصل کرتے چلے آرہے ہیں یہاں تک کہ اس کو حل مشکلات اور طاعون میں مجرب اور تریاق پایا ہے۔ عصر حاضر میں کرونا، ڈینگی سب سے مفید و مؤثر اس کی قرأت ہو گی پھر قرآن کا ختم اور ختم بخاری بھی بدرجہ اولیٰ حل مشکلات میں کام آئیں گے۔ اشرف علی

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

تھانوی نے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی نورانیت پر زمانہ طاعون میں نشر الطیب لکھی تو طاعون انڈیا سے ختم ہو گیا۔ صاحب کتاب علامہ بدر الدین عینی نے النہایہ فی شرح الھدایہ میں صراحت کی ہے کہ امام قدوری جب مختصر کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو سفر کے اسباب میسر آ گئے تو اس کتاب کو سفر حج میں ساتھ لے گئے اور طواف کعبہ سے فراغت کے بعد بارگاہ الہی میں دعا کی یا اللہ اگر مجھ سے بشری تقاضے کے مطابق اس میں کہیں غلطی یا بھول چوک ہو گئی ہے تو مجھے اس پر طلع فرماتا کہ (درست کر سکوں) پھر اس کے بعد آپ نے اس مختصر القدوری کو کتاب الطہارۃ سے لے کر کتاب الفرائض تک ایک ایک ورق کھول کر ورق گردانی کرتے ہوئے دیکھا تو پانچ یا چھ جگہ سے عبارت مٹ چکی تھی یہ آپ کی کرامت تھی۔[xxvii] یہ اولیا کی کرامت کا ظہور وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔ قبلہ عالم فاتح مرزائیت پیر مہر علی شاہ صاحب سرکار گولڑہ رحمہ اللہ کے طالب علمی کے دور میں فصوص الحکم کی عبارتیں پتوں پر اور آپ کے دل پر پچھے اوراق کی لکھی جاتی تھیں۔

صاحب الجواہر المضیہ کا تبصرہ

آپ فرماتے ہیں:

صنف ای الامام القدروی من الکتب المختصر المشھور فنفع اللہ بہ خلقا لا یحصون

امام قدوری نے مختصر جو کہ مشہور ہے تصنیف فرمائی اللہ تعالی نے اس سے مخلوق کو اتنا نفع دیا جس کو احاطہ شمار میں نہیں لایا جاسکتا۔

ہر دور میں ہر بورڈ میں داخل نصاب رہی عصر حاضر کے نظام المدارس، تنظیم المدارس، کنز المدارس اور وفاق المدارس میں اس کو پڑھایا جاتا رہا ہے اور رہے گا۔ ان شاءاللہ

حاجی خلیفہ کا متن قدوری کی توثیق

وھو متن متین معتبر متداول بین الائمۃ الاعیان وشھرتہ تغنی عن البیان

اور مختصر القدوری ایسا مضبوط متن ہے جو قابل اعتبار بھی ہے اور جو ائمہ حقائق ہیں ان کے درمیان رائج بھی ہے اور اس کی شہرت اتنی ہے کہ یہ محتاج بیان و تعارف نہیں۔

اور شروح کے مختلف ابواب ان کی الگ اشاعت ہوتی رہتی ہے لیکن یہ واحد حنفی متن ہے جو ہمیشہ مدارس میں تدریس کی زینت رہنے کے ساتھ اس کو یہ بھی اعزاز اور مقبولیت بین الانام ہے کہ اس کے متن کے بھی چند ابواب مستقل کتاب کی حیثیت میں مختلف مکتبوں سے ان کی اشاعت ہوتی رہی، مثلاً کتاب النکاح، کتاب الجھاد، کتاب السیر۔[xxviii]

اشاعتی اعتبار سے مختصر القدوری کی مقبولیت شہرہ آفاق

کسی کتاب کی مقبولیت کی یہ بھی علامت ہوتی ہے کہ اس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو اور مختلف لینگویج والے لوگوں تک وہ پہنچے جیسے قصیدہ بردہ شریف، کشف المحجوب، کافیہ بخاری وغیرہم۔ ڈاکٹر احمد سراج اور ڈاکٹر علی جمعہ حمد فرماتے ہیں:

ترجمت بعض فصوله إلى اللغة الالمانية والفرنسية في بدايات القرن التاسع عشر

مختصر القدوری متن کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کی بعض فصلوں کا ترجمہ المانی اور فرانسی زبان میں بھی انیسویں قرن (صدی) کے شروع میں ہوا۔

اور المفتی الشیخ خلیل المیس فرماتے ہیں:

وقد صدرت في عصرنا طبعات عديدة لكتاب القدوري . (xxix)

ہمارے زمانے میں قدوری کتاب کی بہت مرتبہ اشاعت ہو چکی ہے۔

چنانچہ: (۱) دہلی میں ۱۸۴۷ء۔ (۲) لاہور میں ۱۸۷۰ء۔ (۳) قازان میں ۱۸۹۰-۱۹۰۹ء۔ (۴) بمبئی میں ۱۳۰۳ھ۔ (۵) استنبول/ترکیہ میں ۱۳۱۰ھ اور ۱۳۱۷ھ، ۱۳۱۸ھ۔ (٦) قاہرہ اور مصر میں ۱۹۵۷ء۔ اور فرانسی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا اور پیرس سے ۱۸۲۹ء میں شائع ہوا۔ (۷) پھر تونس سے اس کی اشاعت ہوئی پھر کثیر تعداد میں یہ کتاب مشہور شرح علامہ میدانی کی اللباب شرح الكتاب کے ساتھ چھپتی رہی ہے اور مزید تقریباً اس کتاب کی تیس سے زائد اردو عربی میں شروح چھپ چکی ہیں اور احناف کے چوٹی کے امام جن کی کتاب ہدایہ کے بارے میں علامہ عبدالحہ زیلعی نے فرمایا:

ان الهداية كالقرآن ق نسخت ما صنفوا قبلها في الشرع من كتب

ترجمہ: ہدایہ گویا اس باب میں قرآن کی مانند ہے جس نے گذشتہ شریعتوں کی کتابوں کو منسوخ کر دیا۔

اور علامہ عماد الدین ابن حاجب نے بھی فرمایا تھا:

كتاب الهداية يهدى الهدى الى حافظيه، ويجلو العي

کتاب ہدایہ ہدایت کی راہ نمائی کرتی ہے یاد کرنے کی طرف اور اندھے کو روشنی بخشتی ہے۔

جب علامہ مرغینانی جیسے فقیہ و محدث نے شرح فقہ کے لیے اس کتاب کا انتخاب کیا اس وجہ سے بھی اس کو مقبولیت عامہ ملی ایک دفعہ اس کو ہدایہ کے ساتھ پھر اس کو الگ بھی لوگ پڑھتے ہیں گویا ہدایہ اول تا آخر طالب علم اس کی لازماً تلاوت کرتا رہتا ہے اور بھی اس متن کا اعزاز ہے کہ اس کے اکثر مسائل آیات، احادیث، اقوال صحابہ و اقوال تابعین سے مستنبط ہیں اور جو قلیل قیاس سے مستنبط ہیں وہ بھی کسی قاعدہ کلیہ کی جزء سے بنے ہوئے ہیں پھر تجرید کی ۷ یا ۱۲ جلد

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

یں ہیں اس کو اتنی مقبولیت نہ مل سکی جتنی متن قدوری کو ملی یہ حرمین میں لے جانے کی اور دائمی تلاوت کی اس کی تحریر کے دوران برکات ظاہر ہوئیں (xxx)۔

منہج واسلوب مختصر القدوری

اس کتاب کے مصنف امام ابو حسین احمد بن محمد بغدادی حنفی قدوری (۳۶۲ھ-۴۲۸ھ) پانچویں صدی ہجری کے نامور فقہاء میں سے ہیں جن کو اصحاب ترجیح یا اصحاب تخریج میں شامل کیا گیا ہے علامہ امام سمعانی علیہ الرحمہ نے آپ کا یوں تذکرہ کیا:

وكان صدوقا وكان ممن انجب فی الفقه لذكائه وانتهت اليه بالعراق رياسة اصحاب أبي حنيفة وعظم عندهم قدره وارتفع جاهه وكان حسن العبارة فی النظر جرى اللسان مديما التلاوة القرآن۔(xxxi)

امام قدوری سچ گو تھے اور آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو اپنی ذہانت کی وجہ سے فقہ میں امتیازی مقام رکھتے تھے عراق میں مذہب حنفیہ کی ریاست آپ کی وجہ سے درجہ کمال تک پہنچی اس وجہ سے آپ کی جاہ وجلال اور بڑھ گئی۔ آپ کی تحریر و تقریر میں بہت دلکشی تھی آپ ہمیشہ تلاوت قرآن کرتے رہتے تھے۔

یوں تو آپ مصنف کتب کثیرہ تھے ہی لیکن مختصر القدوری کی مقبولیت عامہ کا یہ عالم ہے کہ ایک صدی گزرنے کے باوجود پاکستان، افغانستان، بنگلہ دیش، برما، شام، اردن، مصر، لبنان، بغداد، قاہرہ، وغیرہم میں درسی کتاب کی حیثیت سے اس کو پڑھایا جاتا ہے۔

(1) خیر الکلام ما قل ودل کے تحت اس کے ایک نسخہ کے مطابق فقط ۱۷۳ صفحات ہیں اور لاکھ مسائل میں سے **۱۲۰۰۰** بارہ ہزار مسائل پر مشتمل اس متن کی عبارت کو ۶۱ عنوانات کے ساتھ "کتاب" اور ۶۲ عنوانات کو "باب" سے معنون کیا ہے مثلاً کتاب الطہارۃ سے لے کر کتاب الفرائض تک اور باب التیمم سے لے کر باب حساب الفرائض تک۔

(2) آپ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کتاب/باب کے نام سے مرکزی عنوانات قائم کرتے ہیں پھر اجمال کے بعد تفصیل کرتے وقت عبارت کے آغاز میں ہی باب کی مناسبت سے اس کا شرعی حکم بیان کر دیتے ہیں مثلاً باب الاذان کے نام سے عنوان قائم کیا پھر اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اذان کی شرعی حیثیت کو یوں واضح کیا: الاذان سنة للصلوات الخمس والجمعة دون ما سواها اذان سنت ہے پانچوں نمازوں اور جمعہ کیلئے نہ کہ دیگر نمازوں کے لیے۔

a. اسی طرح باب الجماعۃ عنوان قائم کر کے آگے فرمایا: الجماعة سنة مؤكدة یوں ہی باب الشہید قائم کرنے کے بعد شہید کی تعریف کر دی تاکہ طلب مجہول مطلق لازم نہ آئے:

b. الشهيد من قتله المشركون او وجد فی المعركة وبه اثد الجراحة اوقتله المسلمون ظلما ولا يجب بقتله دية

c. ترجمہ: شہید وہ خوش نصیب ہے جسے مشرکین نے قتل کیا ہو یا میدان جنگ میں مارا گیا ہو اور اس کے جسم پر زخم کے نشانات بھی ہوں یا اسے مسلمانوں نے ناحق قتل کر دیا ہو اور اس کے قتل سے ابتداءً دیت واجب نہ ہو۔

(3) بعض مقامات پر کسی حکمت کے تحت دلیل پہلے اور دعوی بعد میں ذکر کرتے ہیں جس طرح کتاب الطہارت کے آغاز میں آیت کریمہ ذکر کی اور بعد میں دعوی ذکر کیا کہ وضو کے چار فرائض ہیں۔

(4) کوئی بھی اختلافی مسئلہ ہو تو اس کا آغاز احناف کی رائے سے ذکر کرتے ہیں لیکن امام اعظم بحیثیت صاحب مذہب ہونے کے جب ذکر کرتے ہیں تو قال ابو حنیفة کہہ کر ذکر کرتے ہیں یوں ہی صاحبین کا ذکر قال ابو یوسف و محمد رحمة الله علیهما کہہ کر کرتے ہیں۔

(5) اگر فتوی کے بغیر محض رائے کا یعنی احناف کا ذکر کرنا ہو تو " قال اصحابنا" فرماتے ہیں پھر اس کے بعد امام شافعی کی رائے " قال الشافعی " کہہ کر ذکر کرتے ہیں۔

(6) اور اگر درمیان میں امام مزی، مروزی اور اصطخری رحمہم اللہ کا ذکر کرنا ہو تو قال اصحاب الشافعی کہتے ہیں۔

(7) احناف کے دلائل کا ذکر اکثر قرآن، سنت، اجماع سے کرتے ہیں اور کبھی قیاس و استحسان کا ذکر بھی کرتے ہیں لیکن اس کی علت قرآن و سنت سے مستنبط ہوتی ہے تو احناف کے دلائل کے لیے "لنا" اور اصحاب شوافع کی دلیل یا تردید کے لیے قالوا ۔احتجوا ۔

(8) اور اکیلا مخالفین کی دلیل کا رد کرنے کیلئے "قلنا" کا لفظ بولتے ہیں۔

(9) اور امام شافعی کی دلیل کے دفاع کے لیے فان قالوا۔

(10) اور بعض اوقات فریق مخالف کی دلیل کا رد اور اس پر اعتراض کر کے جواب دینے کیلئے "قلنا" کا لفظ بولتے ہیں۔

(11) پھر جب شوافع کے اعتراضات احناف کی دلیل پر ذکر کر لیتے ہیں تو ہر ایک اعتراض کو قالوا ،فان قیل، فان قالوا سے ذکر کرتے ہیں۔

قدوری کی عربی شروحات

نمبر شمار	شارحین	کتب
(1)	شیخ الحدیث الحافظ القاضي عبدالرزاق بھترالوی حطاروی	المظهر النوري (1جلد)
(2)	ابو بکر بن علی الحدادي ۸۰۰ھ	السراج الوہاب الموضوع لکل طالب و محتاج (اس شرح کا اختصار الجوہرة النیرة، 2 جلدیں)
(3)	القاسم بن عبداللہ بن قطلوبغا ۸۷۹ھ	التصحيح والترجيح
(4)	ابو عبداللہ محمد بن رمضان الرومی المعروف بدر الدین شبلی الطرابلسی ۷۶۹ھ	الينابيع في معرفة الأصول والتفاريع
(5)	امام یوسف بن عمر ۸۳۲ھ	جامع المضمرات والمشكلات في شرح مختصر الامام القدوری (6جلدیں)
(6)	سماعیل بن حسین البیہقي ۴۰۲ھ	الكفاية
(7)	جواہر زادہ محمد بن حسین ابو بکر بخاری ۴۸۲ ھ	شرح مشكلات القدوری

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

(8)	عبدالرب بن منصور الغزنوی ۵۰۰ھ	ملتمس الاخوان
(9)	جمال الدین ابو سعید المطہرین الحسن بن سعید ایزدی سید عبدالغنی ۵۹۱ھ	اللباب (2 جلدين)
(10)	علی بن احمد بن مکی الرازی ۵۹۸ھ	خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل
(11)	محمد بن ابراہیم الرازی النوری ٦١٩ھ	النوري شرح القدوري
(12)	ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالکریم الموصلی ٦٢٨ھ	شرح القدوري
(13)	محمد بن رسول الموقانی ۶۴۴ھ	البيان
(14)	نجم الدین مختار بن محمود الزھدی معتزلی حنفی ٦٨٥ھ	الفروع المجتبى
(15)	حمید الدین علی بن محمد البخاری ٦٦٧ھ	الفوائد البدريه
(16)	محمد شاہ بن محمد المعروف بابن الحاج حسن ۹۳۹ھ	شرح القدوري
(17)	ابوالحسن علی بن ابي بکر المرغینانی ۵۹۳ھ	بداية المبتدى في الفروع
(18)	مظفر الدین احمد بن علی الساعاتي البغدادی ٦٩۴ھ	بجمع مسائل القدوري
(19)	محمود بن احمد قونوی ۷۷۰ھ	التقرير (4 جلدين)
(20)	ابوالمعالی بہاءالدین محمد بن احمد الاستیجابی ۵۹۱ھ	زاد الفقهاء
(21)	شہاب الدین احمد سمرقندی	شرح القدوري
(22)	ابو نصر احمد بن محمد محمد الاقطع ۴۷۴ھ	شرح القدورى (2جلدين)
(23)	مفتی وسیم احمد قاسمی	انوار القدورى (3جلدين) (اغردط)
(24)	محمد سلیمان ہندی ۴۲۸ھ	المعتصر الضروري
(25)	مولوی محمد اعزاز علی	التوضيح الضروري
(26)	مفتی بہاءالدین دہلوی	القول المختار في مسائل القدوري والاختيار
(27)	مولانا احمد بن محمد	البحر الزاخر
(28)	علامہ اسماعیل بن الحسین البیہقي	الكفايه

قدوری کی اردو شروحات

نمبر شمار	شارحین	کتب
.1	ڈاکٹر خلیل احمد قادری (از راقم سطور)	زینت القدوری (2 جلدیں)
.2	مولوی عبدالحفیظ	اشرف النوري
.3	علامہ وسیم القادری	کتاب المسائل (1 جلد)
.4	علامہ غلام مصطفی سندی	شرح مختصر القدوری (1 جلد)
.5	مولوی عبدالعلی قاسمی	التكميل الضروري (1 جلد)
.6	مولوی نصیب اللہ مالیزی	التشريح الوافي (1 جلد)
.7	مولوی عمیر الدین قاسمی	الشرح الثميري (2 جلدیں)
.8	مفتی حبیب اللہ قاسمی	التوضيح الضروري (2 جلدیں)

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

.9	مولانا محمد بشر چشتی سیالوی	نایاب کستوری
.10	مولوی نظام الدین کیرانوی	تنقیح الضروري
.11	مولوی محمد عاشق الٰہی	التسهيل الضروري لمسائل القدوري
.12	مفتی محمد افضل اشاعتی	افضل التطبيق العصري على مسائل القدوري متن قدوری سے جدید مسائل کا عمدہ استنباط اور عمدہ انطباق
.13	مولوی سید محمد امیر شاہ قادری	درس قدوری
.14	مولوی نعیم احمد	الحل الضروري
.15	مفتی محمد شبیر نوی	ایضاح الشکوری (2جلدیں)
.16	ابو حمزہ علامہ محمد منظور نظامی	منظور الضروری (2جلدیں)
.17	علامہ لیاقت علی رضوی	شرح قدوری مع توضیح مذاہب اربعہ (2جلدیں)
.18	مولوی محمد عبدالقادر جیلانی	القول الصواب في مسائل الكتاب (1جلد) 265مفتی بہا اقوال کی تعیین مع متدلات و تخریجات

متن قدوری کی روشنی میں چند جدید مسائل کا حل

(1) متن قدوری کا مسئلہ

ففرض الطهارة غسل الاعضاء الثلاثة ومسح الرأس

پس وضو کا فریضہ تین اعضاء کا دھونا اور سر کا مسح کرنا ہے۔

مسئلہ جدیدہ نمبر 1: مصنوعی اعضاء کا حکم وضو میں

سرجری کے ذریعے جوڑے جانے والے ہاتھ اور پاؤں دو طرح کے ہوتے ہیں: (1) وہ بدن سے جدا نہیں کیے جا سکتے۔ (2) وہ جو بغیر مشقت کے جدا کیے جا سکتے ہیں۔ بصورت اول کا حکم عضو اصلی کی مانند ہوگا یعنی ان کا وضو اور غسل میں دھونا فرض ہے اور بصورت ثانی کا حکم عضو اصلی کی طرح نہیں ہے کیونکہ ان کا وضو اور غسل میں دھونا فرض نہ ہوگا۔

دلیل: حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت جنگ کلاب کو میری ناک زخمی ہوگئی میں نے پھر چاندی کی ناک بنوالی پھر جب وہ بدبودار ہوئی تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی ناک بنانے کا حکم دے دیا۔[xxxii]

مسئلہ جدیدہ نمبر 2: ووٹر کی انگلی پر سیاہی مانع وضو ہے یا نہیں

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

الیکشن کے موقع پر جو رنگ لگایا جاتا ہے وہ تیز اثر روشنائی کے حکم میں ہے اسے ذی جرم (جسم والا، حصے دار) کے درجہ میں قرار نہیں دیا جائے گا اس لیے اس کا وضو پر کوئی اثر نہ ہوگا اور اس کے ہوتے ہوئے وضو درست ہوگا۔

دلیل: صاحب در مختار فرماتے ہیں: ولا تمنع ماعلى ظفر صاغ ولا طعام بين استانه

اور رنگساز کے ناخن پر رنگ وضو کے مانع اور دانتوں کے درمیان کھانے کے ذرات نہیں ہیں۔[xxxiii]

مسئلہ جدیدہ نمبر 3: کونٹیکٹ لینس کے ساتھ وضو کا مسئلہ

عصر حاضر میں عینک کی جگہ کچھ حضرات کونٹیکٹ لینس کا استعمال عموماً کرتے ہیں یہ پلاسٹک کی گول شکل میں ہوتا ہے جو آنکھ کے گول کالے حصے کو ڈھانپ لیتا ہے اس کے استعمال سے وضو و غسل پر کوئی بھی اثر نہ ہوگا اور وضو و غسل درست ہو جائے گا علامہ شامی نے فرمایا: لا غسل باطن العينين لانه شحم يضره الماء الحار والبارد[xxxiv] "دونوں آنکھوں کے اندر والا حصہ نہیں دھویا جائے گا کیونکہ وہ ایسی چربی ہے جسے گرم و سرد پانی نقصان پہنچاتا ہے"۔

(2) متن قدوری کا مسئلہ

المعانى الناقصة للوضوء كل ما خرج من السبيلين[xxxv] "وہ اسباب جو وضو کو توڑتے ہیں ان میں سے ہر وہ چیز پیشاب کے دونوں راستوں سے باہر نکلے"۔

مسئلہ جدیدہ نمبر 4: انڈوسکوپی اور وضو کا مسئلہ

انڈوسکوپی ایک پتلی سی نلکی ہوتی ہے جس کو پیچھے کی راہ سے داخل کر کے اندرونی معائنہ کیا جاتا ہے اس کے داخل کرنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

دلیل: عن صفوان بن عسال قال قال رسول الله يا مرنا اذا كنا سفرا ان لا ننزع خفافنا ثلاثة ايام ولياليهن الأمن جنابة ولكن من غائط وبول ونوم۔ "حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبکہ ہم سفر میں ہوتے یہ کہ ہم موزوں کو تین دن رات نہ اتاریں مگر جنبی ہونے کی صورت میں اور پاخانہ و پیشاب کی صورت میں اور نیند کی صورت میں"۔
علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كل شيء غيبه في دبره ثم اخرجه أو خرج بنفسه ينقض الوضوء والصوم[xxxvi] ہر وہ چیز جو دبر (پیشاب کا پچھلا حصہ) میں غائب ہوئی پھر اس کو باہر نکالا گیا یا خود نکلی تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور روزہ فاسد ہوگا۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

(3)متن قدوری کا مسئلہ

والغلبة على العقل بالاغماء و الجنون([xxxvii])"اور وضو ٹوٹ جاتا ہے مطلوب العقل ہونے پر بے ہوشی اور پاگل پن سے "۔

مسئلہ جدیدہ نمبر5: کیا شراب پینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

اصل علت نشہ کا آنا ہے کیونکہ "الخمر حرام لانه مسکر وکل مسکر حرام فالخمر حرام"شراب کے حرام ہونے کی وجہ ہی نشہ ہے لہذا اگر شراب پینے کے بعد نشہ آجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر بالکل نشہ نہ آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

دلیل: فقہی قاعدہ بھی یہی ہے الحکم یدوم ما دامت علته وینتفی بانتفاء علته حکم تب تک رہتا ہے جب تک علت باقی رہتی ہے اور جب علت ختم ہو جاتی ہے تو حکم بھی ختم ہو جاتا ہے۔

(4)متن قدوری کا مسئلہ

وفرض الغسل المضمضة"غسل کے تین فرائض میں سے ایک فرض کلی کرنا ہے"۔

مسئلہ جدیدہ نمبر6: دانتوں کا کیپ غسل کیلئے رکاوٹ ہے؟

بعض اوقات دانت خراب ہو جاتے ہیں تو دانتوں کے اوپر کیپ لگایا جاتا ہے وہ ہمیشہ کیلئے جام ہو جاتا ہے آسانی سے نہیں نکلتا ہے اس کا حکم غسل میں یہ ہوگا کہ محض اس کے اوپر سے پانی بہانا ہی کافی ہے اور غسل درست ہو جائے گا۔

دلیل: علامہ شامی فرماتے ہیں: یجب ای یفرض غسل کل ما یمکن من البدن بلا حرج لعین وجه السقوط ان عدم وجوب غسلها قال الشامی وجه السقوط ان عدم وجوب غسلها الحرج([xxxviii])۔فرض ہے اتنے حصے کا دھونا جسم میں سے جس کو ایک ہی مرتبہ بغیر حرج کے دھونا ممکن ہو جیسے کان، ناک، مونچھیں اور بدن کے اس حصہ کو دھونا واجب نہیں جس کے دھونے میں حرج ہو جیسے آنکھ کیونکہ اس سے حرج لازم آتی ہے اور الحرج مدفوع"۔

(5)متن قدوری کا مسئلہ

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

غسل سائر البدن "سارے جسم کو دھونا" کلی کرنے کے بعد اور ناک میں پانی چڑھانے کے بعد تیسرا غسل کا فرض سارے بدن کو دھونا ہے۔

مسئلہ جدیدہ نمبر 7: تنگ ائیر رنگ کا غسل میں کیا حکم ہے؟

ائیر رنگ یعنی کان کی بالی اگر اتنی زیادہ تنگ ہو کہ سوراخ میں پانی داخل نہ ہو سکتا ہو تو اس کو حرکت دینا اور پانی کا پہنچنا ضروری ہو گا اور اگر کان کا سوراخ کشادہ ہو تو نہ حرکت دینے کی ضرورت ہے اور نہ ہی عورتوں کو بالی نکالنے کی ضرورت ہے کیونکہ کشادگی کی وجہ سے پانی کانوں کے سوراخوں میں پہنچ جاتا ہے۔

دلیل: علامہ شامی رقمطراز ہیں: ولو كان خاتما ضيقا الى الثقب عند مروره على اذنه اجزاه كسرة واذن دخلهما الماء والايدخل ادخله ولو با صبعه ولا يتكلف بخشب ونحوه والمعتبر غلبة ظنه بالوصول(xxxix) اور اگر انگشتری تنگ ہو تو اس کو اتارنا یا زیور کی طرح حرکت دینا واجب ہے اور فتاوی عالمگیری میں اس سے مختصر جامع مسئلہ یوں بیان کیا: وجب تحريك القرط والخاتم الضيقين(xl) "واجب ہے زیور اور تنگ انگوٹھی دونوں کو حرکت دینا"۔

مسئلہ جدیدہ نمبر ۸: آب زم زم سے وضو غسل

چونکہ آب زم زم متبرک پانی ہے لہذا اس سے وضو کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ دوسرا متبادل پانی مہیا ہو ورنہ بلا کراہت جائز ہے۔

لیکن غسل جنابت ہر حالت میں کراہت سے خالی نہیں ہے اور نہ ہی اس سے استنجا کرنا بلا کراہت جائز ہے تاہم اگر باوضو اس سے تبرک کے طور پر وضو کرے یا پاک بدن والا شخص اس سے غسل کرے تو بلا کراہت جائز ہے۔

دلیل: يجوز الاغتسال والتوضوء بماء زمزم ان كان على طهارة للتبرك فلا ينبغي أن يغتسل به جنب ولا محدث ولافي مكان نجس ولا يستنجي به ولا يزال به نجاسة حقيقة وعن بعض العلماء تحريم ذلك وقيل أن بعض الناس استنجى به فحصل له باسور۔(xli) غسل اور وضو آب زم زم کے ساتھ جائز ہے اگر باوضو بندہ بطور حصول تبرک کرے لیکن غیر مناسب ہے اس کے ساتھ جنبی کا غسل کرنا اور نہ ہی بے وضو کا اور نہ پلید جگہ میں اس کا استعمال کرنا اور نہ ہی اس سے استنجاء جائز ہے اور نہ ہی اس سے نجاست حقیقیہ کا ازالہ کیا جا سکتا ہے اور بعض علماء نے مطابق مذکورہ تمام صورتوں میں حرام قرار دیا ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ بعض لوگوں نے اس کے ساتھ استنجا کیا تو ان کو بواسیر کی بیماری لاحق ہو گئی۔

(6) متن قدوری کا مسئلہ

ولا يجوز لحائض ولا لجنب قرأة القرآن

"حیض والی عورت اور جنبی مرد کے لیے قرآن مجید کو پڑھنا جائز نہیں ہے"۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

مسئلہ جدیدہ نمبر 9: حالت حیض میں قرآن مجید کی کمپوزنگ

حالت حیض میں قرآن کریم کو ٹائپ مشین پر ٹاپ کرنا یا کمپیوٹ میں کمپوز کرنا مکروہ ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ قرآن مجید کے تقدس و عظمت کے پیش نظر کامل پاکیزگی کی حالت میں ہی کمپوزنگ کی جائے۔

دلیل: فتاوی ہندیہ میں ہے: ویکرہ للجنب والحائض أن یکتبا الکتب الذي في بعض سطورہ ایۃمن القرآن وان کانالایقران القرآن وقال محمد احب الی ان لا یکتب و به اخذ مشائخ بخاری ھکذا في الذخیرۃ[xlii] جنبی اور حیض والی عورت کیلئے مکروہ ہے قرآن کی ایک آیت کی سطر بھی اگرچہ وہ دونوں قرآن کو نہیں پڑھیں گے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے محبوب ہے کہ قرآن کو اس حالت میں نہ لکھا جائے یہی مؤقف بخاری کے بزرگوں کا بھی ہے اور ذخیرہ کتاب میں یوں ہی ہے۔

(7) متن قدوری کا مسئلہ

الاذان سنة للصلوات الخمس والجمعة دون ما سواھا

"پنجگانہ نمازوں اور جمعہ کیلئے اذان سنت ہے نہ کہ ان کے علاوہ کے لیے"۔

مسئلہ جدید نمبر 10: مساجد میں سیٹلائٹ کے ذریعے ٹیلی کاسٹ کرنے کا مسئلہ

عصر حاضر میں بعض یورپین ریاستوں میں صرف ایک ہی مسجد میں اذان دی جاتی ہے اور بقیہ مساجد میں اسی اذان کو سیٹلائٹ کے ذریعے ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہے یہ عمل خلاف سنت ہے جو لوگ اس عمل کے عادی بن چکے ہیں وہ تارک سنت ہونے کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے کیونکہ ہر مسجد میں علیحدہ علیحدہ اذان دینا سنت ہے اگرچہ مساجد اتنی قریب ہوں کہ ایک مسجد کی اذان کی آواز دوسری مسجد تک پہنچ جاتی ہو۔

دلیل: فتاوی عالمگیری میں یوں ہے: یکرہ اداء المکتوبة بالجماعة في المسجد بغیر اذان واقامة کذافی فتاوی قاضی خان[xliii] بغیر ازان اور اقامت کے مسجد میں فرض نماز کو باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ جدیدہ نمبر 11: کرفیو میں جماعت کا مسئلہ

اگر ملکی حالات خراب ہوں جس کی وجہ سے کرفیو یا کریک ڈاؤن نافذ ہو اور گھر سے باہر نکلنے کی قانونا ممانعت ہو تو ایسی صورت میں اپنی جان و عزت اور آبرو کی حفاظت ضروری ہے اور جماعت چھوڑنے کی اس صورت میں اجازہ ہے۔

ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

دلیل: علامہ شرنبلالی فرماتے ہیں: يسقط حضور الجماعة بواحد من ثمانية عشر شيئامطر و برد و خوف وظلمة([xliv]) باجماعت نماز کو اٹھاروں عذروں میں سے کسی کے سبب چھوڑا جا سکتا ہے:

(1) بارش (2)ٹھنڈک (3)کسی کا خوف (4)اندھیرا الخ

(8)متن قدوری کا مسئلہ

الزكوة واجبة على الحر
آزاد پر زکوۃ واجب ہے۔

مسئلہ جدیدہ نمبر12: قومی ورفاہی فنڈ میں زکوۃ کا مسئلہ

مدارس اسلامی اور مساجد اسی طرح دیگر ویلفیئر قومی اور رفاہی فنڈ میں جمع شدہ رقومات پر شرعا زکوۃ واجب نہیں ہے اگرچہ وہ مقدار نصاب ہی کیوں نہ ہو اور ان پر سال گزر گیا ہو۔

دلیل:واما الشرائط اللتي ترجع الى المال فمنها الملك فلا تجب الزكوة في سوائم الوقف([xlv])زکوۃ کی جو شرائط مال کی طرف لوٹتی ہیں ان میں سے ایک ملکیت ہے لہذا زکوۃ وقف کے چرنے والے جانوروں میں واجب نہ ہو گی۔

(9)متن قدوری کا مسئلہ

وحال عليه الحول مقدار نصاب پر سال گزر جائے۔

مسئلہ جدیدہ نمبر13: زکوۃ کے واجب ہونے کیلئے شمسی سال کا اعتبار ہو گا یا قمری سال کا

مقدار نصاب مال پر جب سال گذر جائے تو اس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے لوگوں میں ماہ رمضان میں ہی ادا کرنے کا نظریہ مشہور ہو چکا ہے اگرچہ یہ مہینہ نیکیوں کی بہار کا ہوتا ہے فضیلت کا باعث ہے لیکن اصل ضابطہ یہی ہے کہ جب بھی سال کہ جب پورا ہو جائے رجب تا رجب لیکن سال گذرنے میں شمسی سال کا اعتبار ہو گا یا قمری سال کا؟ یہ سوال اس وجہ سے اہمیت کا حامل ہے۔ کہ قمری حساب سے سال ۳۵۴دن کا ہوتا ہے اور شمسی سال کے حساب سے ۳۶۵دن بنتے ہیں اور ایک چوتھائی روز اور ایک سو بیسواں حصے کا ہوتا ہے یعنی قمری سال شمسی سال سے تقریباً گیارہ دن چھوٹا ہوتا ہے تو حولان حول میں

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

قمری سال کا اعتبار ہوگا شمسی یعنی انگریزی سال کا اعتبار نہ ہوگا۔مثال کے طور پر ایک شخص ۸ شعبان المعظم کو صاحب نصاب ہوا تو آئندہ سال ۸ شعبان المعظم کو اس کے نصاب پر سال پورا ہوگا اور زکوۃ کی ادائیگی لازم ہوگی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت محمدیہ میں ماہ کے آغاز واختتام کا دار ومدار فلکیاتی حساب اور سائنس پر نہیں ہے اور نہ ہی نظام شمسی پر ہے بلکہ شرعا معتبر قمری نظام ہے جیسا کہ اس کی طرف آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ارشاد فرماتے ہوئے اشارہ دیا:صوموالرؤية وافطر و الرؤية روزہ بھی چاند دیکھ کر رکھو اور افطار بھی اس کے مطابق کرو۔

دلیل:حولان الحول على النصاب شرط لوجوب الزكوة فيه والمراد الحول القمرى(xlvi)نصاب پر سال کا گزرنا زکوۃ کے واجب ہونے کی شرط ہے اور اس سال سے قمری مراد ہے۔

مسئلہ جدیدہ نمبر14: زکوۃ کی ادائیگی روپیہ پیسہ اور سونا چاندی کا مسئلہ

اگر کسی شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو تو اس پر زکوۃ لازم ہوتی ہے اگر کسی شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونے کے زیورات ہیں جن کی مالیت مثال کے طور پر فی تولہ ۱۷۲۰۰ کے اعتبار سے ۱۲۹۰۰۰ ہوتی ہے اور اس واجب ہونے والی زکوۃ کی مقدار ۳۲۲۵ روپے ہوتی ہے اور اگر اس میں بناوٹ کی قیمت فی تولہ ۲۲۰ روپے کو ملاتے ہیں تو ان زیورات کی مالیت ۱۳۰۵۰۰ ہوگی اور اس پر واجب ہونے والی زکوۃ کی مقدار ۳۲۶۳ روپے ۵ پیسے ہوگی۔

اب قابل غور سوال یہ ہے کہ ان دو مالیتوں (مالیت باجرت صنعت اور مالیت بدون اجرت صنعت) میں سے ادائیگی زکوۃ میں کس کا اعتبار ہوگا؟ تو اس کا حل یہ ہے کہ اگر زکوۃ عین سونا یا عین چاندی سے ادا کی جارہی ہو تو ساڑھے سات تولہ سونا ساڑھے باون تولہ چاندی کی موجودگی کی صورت میں ان کا چالیسواں حصہ ادا نہ کیا جائے بلکہ سونا چاندی کے زیور کی قیمت کو بنیاد بنا کر زکوۃ روپیوں سے ادا کی جارہی ہو تو اس صورت میں محض زیورات میں لگی ہوئی سونا یا چاندی کی مقدار کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ مارکیٹ میں اس زیور کی قیمت کتنی ہے؟ اس کے اعتبار سے زکوۃ ادا کی جائے گی اور اس کو سونا چاندی کی مقدار کے ساتھ زیور کی صنعت میں لگی ہوئی رقم پر زکوۃ کا وجوب ہوگا اور اس کی بھی زکوۃ ادا کی جائے گی۔

دلیل: شارح نور الایضاح فرماتے ہیں: لا زكوة في الجواهر اللالي الا ان يتملكهانية التجارة(xlvii)

مسئلہ جدیدہ نمبر15: مرغی فارم کی زکوۃ کا مسئلہ

ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

چونکہ پاکستان میں مرغی فارم کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں اس لیے اس کو مسئلہ جدیدہ میں تمام جزئیات کے ساتھ بیان لازی ہے مرغی فارم کی زمین اور عمارت وغیرہ کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں اور ان میں جو مرغیاں پالی جاتی ہیں ان کی دو صورتیں ہیں:

صورت اولیٰ

سب سے پہلے دیکھیں گے کہ مرغی فارم سے مقصود کیا ہے؟ اگر مرغی فارم سے انڈے مقصود ہیں اور انہی کے ذریعے آمدنی حاصل کی جاتی ہے مرغیاں برائے فروخت نہیں ہیں تو اس صورت میں مرغیوں کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ صرف انڈوں سے حاصل ہونے والی آمدنی پر زکوۃ لازم ہوگی گو یا مرغیاں یوں ہیں جیسے کسی فیکٹری کے آلات ہوتے ہیں۔

صورت ثانیہ

اور اگر مرغی فارم سے محض انڈے مقصود نہیں بلکہ خود مرغیوں اور چوزوں کو بیچنا مقصود ہے تو ایسی صورت میں سال پورا ہونے پر ان مرغیوں اور چوزوں کی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی۔

دلیل: صاحب الفتاوی التاتارخانیہ علامہ عالم بن علاء الانصاری الدہلوی ٧٨٦ھ فرماتے ہیں: لا تجب الزکوۃ فی الثوم والاھاون اللتي يحتاج اليها ليدهن بها الجلود والات الضاع الذين يعملون بها وظروف الامتعة لا تجب فيها الزكوة[xlviii] "زکوۃ واجب نہیں ہے لہسن میں اور ان سلاح میں جن کی طرف بندہ اس لیے محتاج ہوتا ہے تاکہ ان کے ذریعے چمڑوں کو تیل لگائے اور صنعت کے ان آلات میں بھی زکوۃ واجب نہیں جن کے ساتھ کام کیا جاتا ہے اور نفع اٹھانے والے برتن ان میں بھی زکوۃ واجب نہ ہوگی"۔

مختصر القدوری کے مسامحات کی نشاندہی کرنے والوں کے مسامحات کا علمی و تحقیقی جائزہ

مختصر القدوری کی چھیالیس (٤٦) شروحات و حواشی کا ہم بمع شارحین و محشین حضرات کے اسماء سمیت ذکر کر چکے ہیں ان میں سے ایک صاحب فاضل دیو بند مولوی محمد عبدالحفیظ نے اشرف النوری شرح اردو قدوری لکھی ہے وہ اس شرح کے مقدمہ کے صفحہ ١٩، ٢٠ پر مختصر القدوری کے مسامحات کے نام سے تقریبا بیس مسامحات ذکر کر رہے ہیں یہی حضرت صفحہ ١٧ پر علامہ قدوری پر اعتماد کے اور ثقاہت کے حوالہ سے علامہ خطیب بغدادی اور علامہ سمعانی کے

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

حوالہ سے آپ کی فقہی صداقت اور ثقاہت کوثابت کر چکے ہیں اور اجتماع ضدین محال ہوتا ہے تاہم ان مسامحات کا تحقیقی باحوالہ اور تصریحات اکابر سے جائزہ پیش کرتے ہیں تاکہ امام قدوری کی ثقاہت حرف تنقید سے محفوظ ہو کر برقرار رہے۔

تسامح اول: مدت حیض کے بارے

اولین ہم دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولوی محمد عبدالحفیظ کی عبارت پیش کرتے ہیں:

قدوری میں ہے اقل الحیض ثلاثۃ ایام ولیالیھاالخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض (ماہواری) کی کم سے کم مدت تین دن اور تین رات ہے حالانکہ یہ درست نہیں بلکہ اگر بجائے تین دن تین رات کے تین دن اور دو رات خون آیا ہے تب ہی اسے حیض قرار دیا جائے گا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ دنوں کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ راتوں کا اب رہا صاحب قدوری کا قول تو اس کی تأویل یہ کی جائے گی کہ ولیالیھا سے مراد یہ صورت ہے کہ عورت نے دن کے بعض حصہ میں خون دیکھا ہو کیونکہ ایسی صورت میں تین روز وشب کا ہونا ناگزیر ہے۔

تسامح اوّل کا محاسبہ ومحاکمہ

اس شارح مذکور نے علامہ قدوری کے بارے میں کہا کہ تین دن اور تین راتیں مدت حیض بیان کرنا درست نہیں یہ کیسے قول کیا حالانکہ یہ درست نہیں۔ جبکہ خود دارالعلوم دیوبند کے شارح قدوری الشرح الثمیری مولوی ثمیر الدین قاسمی نے ص۸۵ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور پر اور شرح نورالایضاح بنام ثمرۃ النجاح شارح مذکور نے ص۵۶-۱۵۵ مطبوعہ زمزم پبلشرز کراچی پر بالکل مولوی عبدالحفیظ کے برعکس لکھا ہی نہیں بلکہ جمہور کی تائید کرتے ہوئے ان کی تردید کرتے ہوئے دلائل حدیث سے ذکر کیے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابوامامہ الباہلی رحمہ اللہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا حیض لڑکی کیلئے اور ثیبہ کیلئے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہو تین دن سے کم نہیں اور دس دن سے زیادہ نہیں اس صفحہ پر دوسری دلیل ذکر کرتے ہیں کہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کم سے کم حیض کا خون تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہیں۔ حوالہ ذکر کرنے کے بعد مزید توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: دار قطنی میں اس قسم کی کئی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم مدت تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

شارح ہدایہ قاضی عبدالرزاق بھترالوی رحمہ اللہ کا تذکرہ

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

محقق العصر استاذی المکرم علام محمد عبدالرزاق بھترالوی حطاروی رحمہ اللہ مذکورہ عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں اور اس سے کم ہمارے نزدیک استحاضہ ہوگا رقمطراز ہیں:

ولو بساعة وعليه الفتوى قاله الصدر الشهيد لان الايام اذا ذكرت بلفظ الجمع انتظمت ما بازائها من الليالى فنقصان ساعة منها تنفى الحيض كما ذكرنا([xlix])

اگر تین دنوں سے ایک لمحہ بھی کم ہوا تو ہمارے حنفیوں کے نزدیک صدر الشہید (امام حاکم المروزی ۳۳۴ھ) کے فتوی کے مطابق یہ حیض نہ ہوگا کیونکہ لفظ ایام لفظ جمع کے ساتھ ذکر کیا جائے تو وہ اپنے مقابل اللیالی (راتیں) کو بھی شامل ہوتا ہے لہٰذا اگر تین دن اور تین راتوں سے ایک لمحہ بھی کم ہوگا وہ حیض کی نفی کر دے گا۔

اور صدر الشریعہ علامہ حکیم امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور تین راتیں یعنی پورے ۷۲ گھنٹے ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حیض نہیں۔ ۷۲ گھنٹے سے ذرا بھی پہلے ختم ہو جائے تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔([l])

علامہ ابن نجیم صاحب النہر الفائق کا تبصرہ

شارح کنزالد قائق الامام سراج الدین عمر بن ابراہیم المعروف ابن نجیم الحنفی رحمہ اللہ کی عبارت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ صاحب اشرف النوری کا قول غیر ظاہر الروایہ کے مطابق ہے جبکہ امام قدوری نے صحیح احناف کی ترجمانی کی ہے کیونکہ علامہ شامی نے شرح عقود رسم المفتی میں ضابطہ بیان کیا کہ ظاہر الروایۃ اور ظاہر الروایہ کی عبارتوں کے اور مسئلہ کے کے تعارض کے وقت ظاہر الروایہ کو ترجیح ہوگی چنانچہ علامہ ابن نجیم رقمطراز ہیں:

ولم يقل كاصله بلياليهالان ذكر الايام ينتظم ما بازائها من الليالي هذا هو ظاهر الرواية وروى الحسن الاكتفاء بليلتين وجه الظاهر ان كل واحدمن الايام والليالي منصوص عليه فلا يجوز ان ينقص عنه([li])

اور اصل کی طرح نہیں کہا (مبسوط المعروف کتاب الاصل لمحمد بن حسن) راتوں سمیت کیونکہ دنوں کا ذکر اپنے مقابل (راتوں) کو شامل ہوتا ہے یہی مسئلہ ظاہر الروایۃ (مبسوط، جامع الکبیر، جامع الصغیر، السیر الکبیر، السیر الصغیر، کتاب الزیادات) کے مطابق ہے اور امام حسن بن زیاد کی روایت میں فقط دو راتوں مدت حیض پر اکتفا کیا گیا ہے اور ظاہر الروایہ پر دلیل یہ ہے کہ ایام (دن) اور لیالی (راتیں) ان میں سے ہر ایک پر نص (حدیث) وارد ہوئی ہے لہٰذا مدت حیض تین دونوں سے کم کرنا ناجائز ہے۔

فقہی جزئی سے تائید

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

مولوی محمد عبد الحفیظ کا امام قدوری کو غلط قرار دینا اس لیے بھی غلط ہے کہ صاحب ہدایہ شارح قدوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب یوم کی جمع الایام بطور جمع استعمال کیا جائے تو وہ راتوں کو بھی شامل ہوتا ہے مثلاً ایک بندہ نذر مانتا ہے کہ میرا فلاں کام ہو گیا توللہ علی ان اعتكف ثلاثة ایام اللہ کیلئے مجھ پر لازم ہے کہ میں تین دن اعتکاف کروں گا تو اب اس سے مراد فقط تین دن ہی نہیں بلکہ ۷۲ گھنٹے مراد ہوں گے یعنی دنوں کے ساتھ راتوں میں بھی منت ماننے والے کو اعتکاف بیٹھنا پڑے گا جیسے اہل عرب کا مقولہ ہے ایک شخص کی دوسرے سے تین دن اور تین راتیں ملاقات نہ ہوئی اب ملاقات ہونے پر یوں کہتا ہے ما رأيتك منذا يام و المراد بلیا لیہا کہ میں نے تجھے تین دنوں سے نہیں دیکھا یعنی میں نے تجھے تین دن بمع رات نہیں دیکھا۔(lii)

قرآنی آیات سے جمہور کی تائید

اصل استدلال سے قبل یہ سمجھ لیں کہ قرآن مجید کے اندر حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحیی علیہ السلام کا ذکر موجود ہے کہ اللہ تعالی نے والد کی دعا کے ساٹھ سال بعد بیٹے کی خوشخبری سنائی اس لیے حضرت زکریا علیہ السلام نے چاہا کہ اس کی کوئی علامت مقرر کر دی جائے جو استقرار حمل پر دلالت کرے تو اللہ تعالی نے اس کی علامت یہ مقرر کر دی کہ تم تین دن تک اشاروں کے سوا لوگوں سے بات نہیں کر سکو گے اب اصل مقصود کو سمجھیں کہ اللہ تعالی نے اس کا تذکرہ قرآن مجید میں دو جگہ کیا:

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا . (liii)
اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا . (liv)

اول الذکر میں تین دنوں کا اور دوسری آیت میں تین راتوں کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ پہلی آیت میں فقط دن مراد نہیں بلکہ راتیں بھی مراد ہیں کیونکہ القرآن یفسر بعضہ بعضا کہ قرآن کا بعض بعض کی تفسیر کرتا ہے اسی وجہ سے صاحب تفسیر جلالین نے پہلی آیت کی تفسیر یوں کی:

ان لا تكلم النسا اى تمنع من كلامهم بخلاف ذكر الله تعالى ثلاثة ايام اى بلياليها الارمزا(lv)

اے زکریا تم لوگوں سے کلام مت کرنا یعنی لوگوں سے کلام کرنے کی ممانعت ہے اللہ کا ذکر (تسبیح و تہلیل) کر سکتے ہیں تین دن یعنی راتوں سمیت اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایام لیالی کو شامل ہے اور عقل کا بھی تقاضا ہے کہ عدد منصوص ہونے کے بعد مکمل معتبر ہوتا ہے جیسے نماز کی رکعات کی تعداد اور روزوں کے ایام وغیرہ۔

شارح کا امام قدوری کی طرف غلط تاویل کرنا اور اس کا جواب

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

شارح قدوری نے کلا بازی کھاتے ہوئے کہا کہ و لیالیھا سے مراد ہے کہ عورت نے دن کے بعض حصہ میں خون دیکھا ہو شارح کی یہ تاویل بھی غلط ہے،

صاحب النہر الفائق فرماتے ہیں:

ولم يرد استيعاب ساعات الايام الثلاثة لان انقطاعه ساعة او ساعتين لا يضر[lvi]

حیض کی مدت جو تین دن اور تین راتیں ہیں اس سے مراد تمام تین شب و روز میں ہر ہر لمحہ کا گھیر نا نہ لیا جائے گا کیونکہ اگر حیض مدت کے اندر ایک یا دو لمحے بھی رک گیا تو اس سے کوئی نقصان نہ ہو گا بلکہ تین دن اور تین راتیں ہی شمار ہوں گی۔

تسامح دوم: نواقض تیمم کے بارے

شارح مذکور مولوی محمد عبد الحفیظ نے جو امام قدوری کے ضابطہ کو غیر راجح اور اس کے مقابل شارح نقایہ کی بات کو ترجیح دی ہے اصل مسئلہ سے قبل صاحب اشرف النوری شارح قدوری کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قدوری میں ہے: وينقض التيمم كل شيء ينقض الوضوء الخ

وقایہ وغیرہ میں بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ ہر اس چیز سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن شرح نقایہ وغیرہ میں یہ ہے کہ تیمم ہر اس چیز سے ٹوٹے گا جس سے کہ اصل ٹوٹ جائے چاہے یہ اصل وضو ہو یا غسل، شرح نقایہ کا قول اچھا ہے اس اعتبار سے یہ کلیہ بھی درست نہ رہا کہ وضو کو توڑنے والی ہر وہ چیز ہے جس سے وضو ٹوٹ جائے۔

تسامح دوم کا محاسبہ و محاکمہ

اولین تو آپ نہیں بلکہ ایک عام طفل مکتب بھی عبارت سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ جن کی بظاہر اردو میں اغلاط ہیں مثلاً کہا جا رہا ہے کہ یہ کلیہ بھی درست نہ رہا کہ وضو کو توڑنے والی ہر وہ چیز ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ وضو کی جگہ تیمم کا لفظ امام قدوری نے استعمال کیا کیونکہ ضابطہ قاعدہ کلیہ بلکہ موجبہ کلیہ یوں امام قدوری علیہ الرحمہ نے بیان کیا: ينقض التيمم كل شيء ينقض الوضوء من و عن اسی مکتب فکر کے شارح قدوری مولوی ثمیر الدین قاسمی اور شارح نور الایضاح بنام ثمرۃ النجاح نے اس عبارت کے تحت یوں تبصرہ و تشریح کی: تیمم وضو کا نائب ہے اس لیے وضو کو توڑنے والی جتنی چیزیں ہیں وہ سب تیمم کو بھی توڑنے والی ہیں مثلاً حدث، مذی، ودی ان سے وضو ٹوٹتا ہے تو تیمم بھی ٹوٹتا ہے۔[lvii]

یہی شارح الشرح الثمیری شرح قدوری شریف لکھتے ہیں:

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

نواقض تیم کا بیان، تیمم کو وہ تمام چیزیں توڑتی ہیں جو وضو کو توڑتی ہیں۔ وجہ: تیمم وضو کے قائم مقام ہے اس لیے جو جنابت حیض اور نفاس غسل کو توڑتے ہیں وہ غسل کے تیمم کو توڑیں گے۔[lviii]

معلوم ہوا کہ اس دار العلوم دیوبند کے دو شارح ہیں ایک کی تشریح دوسرے سے نہیں ملتی تو طلبا و قوم و علماء کس طرف کو ترجیح دیں گے۔

ضابطہ متون اور علامہ عبدالحہ لکھنوی کا تبصرہ

شارح نے شاید تخصص فی الفقہ اور فقہی ضابطہ کی کتاب الاشباہ والنظائر کو بھی مطالعہ میں نہیں لا یا ورنہ مفتی کورس سال اول کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ جب متون اور شرح میں تعارض ہو تو متن کو کو شرح پر اور شرح کو فتاوی پر تقدم حاصل ہوتا ہے اور صاحب قدوری کی کتاب المختصر القدوری خود متون میں شامل ہے مولوی محمد حنیف گنگوہی شارح ہدایہ نے اعتراف کیا کہ مذکورہ قدوری کی عبارت: تنبیہ صاحب کتاب، صاحب کنز الد قائق اور صاحب وقایہ وغیرہ نے یہ کہا ہے کہ ناقض تیمم ناقض وضو ہے۔[lix] اور صاحب تنویر الابصار اور شارح نقایہ نے نقاضہ ناقض الاصل اور یہی بہتر ہے۔

شارح قدوری وہدایہ کی عبارت سے اتنا واضح ہوا کہ کنز الد قائق، قدوری، وقایہ ان متون میں قاعدہ کلیہ مذکور ہے جبکہ تنویر الابصار اور شارح نقایہ نے اسے برعکس لکھا ہے۔ ان دونوں حضرات کی اصول متون و شروح و فتاوی سے ناآشنائی کی وجہ سے تذبذب ہوا ہے جو کہ لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء کا مصداق بن گئے اب ہم محاکمہ و محاسبہ کیلئے امام کی الجامع الصغیر کی شرح از علامہ عبدالحہ لکھنوی بنام النافع الکبیر کا حوالہ پیش کرتے ہیں جس سے فیصلہ کن بات اظہر من الشمس ہو جائے گی۔

متون کا قاعدہ کلیہ

اذا تعارض مافي المتون ومالى غيرها من الشروح والفتاوى فالعبرة المائي المتون ثم للشروح المعتبرة ثم للفتاوى الا اذا وجد التصحيح ونحوذلك في الشروح والفتاوى ولم يوجد ذلك فى المتون فحيننذ يقدم ما في الطبقة الأولى على ما في الطبقة الاعلى [lx]

ترجمہ: جب کبھی متون اور ان کے غیر یعنی شروح اور فتاوی کی عبارتوں میں ٹکراؤ آئے تو اب اس مسئلہ کا اعتبار ہو گا جو متون میں موجود ہے پھر اس کے بعد قابل اعتبار شروح پھر اس کے بعد فتاوی لیکن اگر شروح و فتادی میں قول مفتی بہ کو واضح کیا گیا اور یہ چیزیں متون میں غیر موجود ہوں تو اس صورت میں ادنی طبقہ (شروح و فتاوی) کو اعلیٰ طبقہ (متون) پر مقدم کیا جائے گا۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کنزالد قائق، قدوری، وقایہ متون کے مسئلہ کو شروح، شرح نقایہ، شرح وقایہ، تنویر الابصار پر ترجیح دی جائے گی اب مثال ملاحظہ ہو اسی ضابطہ جو علامہ شامی نے اور رسم المفتی نے بھی بیان کیا، مثال اس ضابطہ کی پیش کی جاتی ہے کہ ایک مسئلہ متون میں اور ایک شرح میں ہے لیکن شرح پر متن کو ترجیح ہے اور شرح عقود رسم المفتی میں علامہ شامی اس کی وجہ بھی بتاتے ہیں:

حاصله ان اصحاب المتون التزموا وضع القول الصحيح فيكون مالي غيرها مقابل الصحيح مالم يصرح بتصحيحه فيقدم عليها لانه تصحيح صريح فيقدم على التصحيح الالتزامى

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ متون والوں نے صحیح قول کو ذکر کرنے کا التزام کیا ہے لہذا یہ تصحیح صریح ہونے کی وجہ سے غیر پر یعنی تصحیح التزامی پر مقدم ہو گی۔

مثال

مذہب کے سبھی متون متفق ہیں کہ نابینا شخص کی گواہی پر فیصلہ نہیں کیا جائے گا جبکہ شروعات وغیرہ میں امام صاحب کی ایک روایت امام زفر کے واسطہ سے یوں نقل کی گئی ہے کہ جن معاملات کا تعلق محض سماع (سننے) سے ہو اور ان میں آنکھوں سے مشاہدہ کی حاجت نہ ہو تو ایسے مقامات پر نابینا کی گواہی مقبول ہو گی۔

اب اس مثال میں دیکھیں شروحات کی یہ روایت متون میں مذکورہ مسئلہ سے ٹکراتی ہے اور اس پر مشائخ کے فتوی کی صراحت بھی نہیں ہے لہذا ہم اصولا روایت متون کو ترجیح یعنی (قدوری، کنز، وقایہ) کو (شرح نقایہ، تنویر الابصار) پر ترجیح دینے کے پابند ہیں اس لیے علامہ خیر الدین رملی نے فتاوی خیریہ میں فرمایا:

لا تقبل عن اعمى اى لا يقضي بها

یعنی البحر الرائق اور خلاصۃ الفتاوی کی بات کو مسترد کرتے ہوئے نابینا کی گواہی قابل قبول بھی نہیں اور اس کے ساتھ فیصلہ بھی نہیں کیا جائے گا۔([lxi])

علامہ ابن نجیم سے شرح النقایہ کی صریح تردید؟

حنفی امام شارح کنزالد قائق نے البحر الرائق میں شرح النقایہ کا رد کر دیا جب ایک شرح دوسری شرح کی تردید کر دے تو متن کی تصحیح متعین ہو جاتی ہے۔

وما وقع في شرح النقاية من ان الاحسن ان يقال وينقصه ناقض الاصل وضو أكان اوغسلا فغير مسلم لان من المعلوم ان كل شيء نقض الغسل نقض الوضوء فالعبارتان على السواء كما لا يخفى([lxii])

ترجمہ: جو کچھ شرح النقایہ میں وارد ہوا ہے کہ بہتر ہے یوں کہا جائے کہ تیمم ہر اس سے باطل ہو گا جو اصل کو توڑ دے خواہ وضو ہو یا غسل، صاحب شرح النقایہ کی یہ بات غیر مسلم ہے کیونکہ یہ بات تو کسی کو پتہ ہے کہ جو چیز غسل کو توڑے گی وہ وضو کو بھی توڑ دے گی لہذا دونوں عبارتوں کا برابر ہونا واضح ہے۔

صاحب طحاوی کا تبصرہ

و اجاب الحموی بان المراد بالوضوء الطهارة اعم من ان تكون عن حدث او جنابة بطريق استعمال الخاص في العام مجازا([lxiii])

ترجمہ: علامہ حموی نے جواب دیا کہ وضو سے مراد مطلقا پاکیزگی ہے وہ عام ہے حدث سے ہو یا جنابت سے اور یہ تاویل اس لیے کی گئی ہے خاص کو مجازی طور پر عموم کے معنی میں استعمال کیا گیا ہو۔

تسامح سوم: لفظ امام کی تذکیر و تانیث کے بارے

شارح قدوری صاحب اشرف النوری نے بعض مقامات پر بلا وجہ امام قدوری پر کیچڑ اچھالنے کی سعی مذموم کی ہے چنانچہ ص ۲۰ پر لکھتے ہیں کہ علامہ قدوری فرماتے ہیں: وقفت الامامة وسطهن الامامة میں مؤنث کی تاء زیادہ ہے اس لیے کہ لفظ کا جہاں تک تعلق ہے اس کا اطلاق مذکر مؤنث پر ہوتا ہے اصل محاسبہ سے قبل یہ سمجھ لیں کہ عربی زبان میں کچھ لفظ مؤنث کے ساتھ خاص ہیں وہاں تائے تانیث لگانا غلط شمار ہوتا ہے مثلاً حائض، طالق، حامل، اب کسی نسخہ میں حائضہ، طالقہ، حاملہ کا لفظ لکھا ہو گا تو ہم اس پر غلطی یا تسامح کا لفظ بول سکتے ہیں یوں ہی جہاں تانیث کا شبہ ہی نہ ہو جیسے اسماء الحسنیٰ، خالق، باسط، رازق ان میں تاء لکھنا غلط ہو گا لیکن کچھ اسماء ایسے ہوتے ہیں وہاں تاء لگانا نہ لگانا برابر ہوتا ہے جیسے لفظ امام۔

تسامح سوم کا محاسبہ و محاکمہ

اس کو تسامحات میں شمار کرنا کس طرح درست ہے کہ لفظ امام مذکر بھی مستعمل ہے۔ جس طرح سورۃ یسین میں اس کی صفت مذکر استعمال ہوئی: وكل شيء احصينه فی امام مبين اور خود فقہ کی کتب میں الامامہ بھی مستعمل ہے مثلاً: عنوان كتاب الامامة قائم کر کے آگے کہا: الا علم احق بالامامة الخ

دوسرا قرینہ

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

خود شارح مذکور صاحب اشرف النوری نے اپنی شرح کے ص ۱۶۱ پر تاءزیادہ کی ہوئی ہے لکھتے ہیں: فأن فعلن وقفت الامامة وسطهن اور اس مکتب فکر کے شارح قدوری مولوی نصیب اللہ شرح بنام التشریح الوافی شرح اردو مختصر القدوری مطبوعہ مکتبہ الارشد کوئٹہ کے ص ۱۰۹ پر لکھتے ہیں: فان فعلن وقفت الامامة وسطهن۔

تیسرا قرینہ

بعض متون میں وقفت فعل ماضی کی بجائے فعل مضارع مؤنث اور اس کے بعد امام مذکر استعمال ہوا ہے مثلاً کنزالدقائق کا متن ہے: فأن فعلن تقف الامام وسطهن یہ بھی قرینہ ہے کہ لفظ مذکر بھی مؤنث بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

چوتھا قرینہ

علامہ ابن نجیم البحر الرائق جلد اول ص ۳۵۱ پر فرماتے ہیں:

ذكر فى المغرب الامام من يؤتم به اى يقتدى به ذكراكان اوانثى

امام کا مطلب ہے جس کی پیروی کی جائے خواہ وہ مذکر ہو خواہ مؤنث۔

امام عمر بن ابراہیم صاحب النہر الفائق کی فیصلہ کن بات

الامام : هو من يؤتم به اى يقتدى ذكرا كان او انثى وفى بعض النسخ الامامة وترك الهاء هو الصواب لانه اسم لا وصف

امام سے مراد وہ ہے جس کی اقتداء کی جائے چاہے مرد ہو یا عورت اور بعض نسخوں میں الامامہ ہے لیکن ہا کا چھوڑنا درست بات ہے کیونکہ امام ایسا نام ہے جس کا وصف نہیں ہے لہذا امام لفظ بولنا ہی بہتر ہے۔

صاحب المظہر النوری کی عمدہ تحقیق

محقق العصر حضرت علامہ مولانا محمد عبد الرزاق بھترالوی حطاروی رحمہ اللہ نے فرمایا:

لا ضرورة بناء الثانيث لان امام مشترك بين المذكر والمؤنث ولهذا اكتفى بعضهم على الامام (lxiv)

تائے تانیث بڑھانے کی ضرورت نہیں کیونکہ لفظ امام مذکر و مؤنث کے درمیان مشترک ہے اسی وجہ سے بعض محققین نے لفظ امام پر ہی اکتفا کیا۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

راقم کا ناقص خیال ہے کہ امامہ ایک منصب کا نام ہے جیسے خطابت اور امام اس کے فائل کا نام ہے جبکہ عورتیں ہن ناقصات العقل والدین کے لحاظ سے منصب امامت کے قابل نہیں اس لیے ایک روایت میں آیا ہے:

اخروهن من حيث اخر هن الله

جب اللہ نے ان کو پیچھے رکھا ہے تو تم بھی انکو پیچھے رکھو۔

اسی وجہ سے عورت منصب نبوت پر قائم نہ ہو سکی اور فقہاء کرام نے یہ بھی فرمایا کہ عورت کی غرض صاحب فراش بنا، بچے جننا، گھر کے کام کاج کرنا جبکہ مرد کی غرض امام و خطیب بننا، قاضی جسٹس بنا وغیرہ اس لیے جب حضور صلی اللہ علی وسلم کو کسری کے بارے میں بتایا گیا کہ حکمران و پیشوا عورت بن چکی ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ اب وہ ہلاک و تباہ ہو جائے گا۔

تسامح چہارم: ازالہ نجاست کیا پانی کے علاوہ بھی ہو سکتا ہے؟ کے بارے

شارح قدوری کی اصل عبارت ذکر کرنے سے قبل سمجھ لیں کہ وہ تسامح قدوری کیوں ثابت کر رہے ہیں؟

اصل مسئلہ یہ ہے کہ ازالہ نجاست کس کس چیز سے ہو سکتا ہے؟

امام زفر امام محمد امام شافعی امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک محل نجاست صرف پانی سے پاک ہو سکتا ہے جبکہ شیخین (امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہا اللہ) کے نزدیک محل نجاست پانی اور ہر بہنے والی چیز سے پاک ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ بہنے والی چیز خود پاک ہو اور نچوڑنے سے وہ چیز نچڑ بھی جائے اور اس سے ازالہ نجاست بھی ممکن ہو جیسے سرکہ، عرق گلاب وغیرہما۔

اب شارح قدوری کی عبارت ملاحظہ کریں۔

قدوری میں ہے: لم يجز فيه الماء قدوری کے بعض نسخے ایسے ہیں جن میں اس کے بعد او المائع کا بھی اضافہ ہے یہ اضافہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہا اللہ کے قول کے مطابق تو درست ہو گا امام محمد علیہ الرحمہ کے قول کی رو سے نہیں اس لیے کہ پانی امام محمد کے قول کے مطابق متعین ہے۔

تسامح چہارم محاسبہ و محاکمہ

دراصل شارح اس عبارت میں یہ ثابت کرناچاہتے ہیں بعض نسخوں کا شیخین کا ضافہ کرنادرست نہیں یہ غلط فکر ہے کیونکہ صاحب ہدایہ کے منہج واسلوب میں سے یہ ہے کہ جس قول کو مؤخراوراس کے دلائل کو مؤخرذکر کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک مفتی بہ ہونے کے ساتھ سابقہ مذاہب کارد بھی ہے صاحب ہدایہ کااس شخین کے نسخہ کوذکر کرنااور دلائل کاآخر میں ذکر کرنااس بات کی دلیل ہے کہ یہ مفتی بہ اور راجح ہےاور علامہ قاسم نے الصحیح والترجیح میں بالکل مائع کاصرا حتاذ کر کیاہے بلکہ سرکہ اور عرق گلاب کی مثال کو بھی ذکر کیاہے۔

امام قدوری اور تائید امام بخاری علیہ الرحمہ

شارح مذکور عبارت قدوری کوتسامح کااشارہ کس طرح دے رہے ہیں جبکہ توثیق بخاری اور ابوداؤدوامام قدوری کی عبارت کی کر رہے ہیں چنانچہ بخاری وابو داؤد شریف کی روایت ہے :ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہافرماتی ہیں کہ ہم لوگوں کے پاس ایک ہی کپڑاہوتا تھا جس سے ہم لوگ حائض ہوتی تھیں پھر جب اس کپڑے کوخون لگ جاتاتو ہم تھوک سے تر کر لیتے اور ناخن سے رگڑلیاکرتے تھے لہذاوہ چیز پانی کے علاوہ تھوک وغیرہ سے بھی پاک ہوجاتی تھی۔(lxv)(lxvi)

سب کے نزدیک خون ناپاک ہے اس کو تھوک سے تر کرکے ناخن سے رگڑدیاتو نجاست زائل ہوئی لہذاوہ کپڑاپاک ہوگیااور اصل علت ہی احناف کے نزدیک ازالہ نجاست ہے، فتاوی کاحوالہ اور تائید ملاحظہ ہو۔

صاحب فتاوی التاتارخانیہ

امام اعظم ابوحنیفہ نے وہی حدیث کامطلب سمجھاجو کہ امام بخاری نے سمجھاہے کیونکہ تھوک میں تیزاب کی مانند اثر ہوتاہے جس سے ازالہ نجاست کافائدہ حاصل ہوتاہے اس کی تائید میں علامہ عالم بن العلاءالانصاری الدہلوی فرماتے ہیں: ولو غسله بلبن او خل فانعصر موضع الدم حتى خرج من الثوب فقد طهر(lxvii)

اگراس نجاست کاازالہ دودھ یاسرکہ کے ساتھ اس طرح کیاکہ خون کی جگہ کواتنانچوڑاکہ وہ کپڑے سے باہر نکل گیاتو کپڑاپاک ہوجائے گا۔

صاحب ہدایہ کاتائیدی وتصریحی بیان

جواب الكتاب لا يفرق بين الثوب والبدن وهذا قول أبي حنيفة واحدى الروايتين عن أبي يوسف وعنه انه فرق بينهما (lxviii)

Research Journal MA'ARIF-E AULIYA

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

کتاب کا جواب کپڑے اور بدن میں کوئی فرق نہیں کرتا یہ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا قول ہے اور ایک روایت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے مروی ہے اور ان سے ایک روایت یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق ہے بدن میں پانی ہی سے پاکیزگی ہو گی اور کپڑے وغیرہ میں اس کے علاوہ سے بھی طہارت حاصل کرنا جائز ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب یعنی قدوری نے واضح

شیخین کا مذہب بیان کیاہے اور صاحب ہدایہ کا قول مفتی بہ کی طرف اشارہ کرنا بھی مقصود ہے۔

صاحب فتح الباری کی جزئیات سے تائید

علامہ ابن حجر شارح بخاری صاحب فتح الباری کی جزئیات سے قبل یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اشتراک فی العلۃ واجب کرتا ہے اشتراک فی المعلول کو لہذا پانی کا مظہر ہونا ازال نجاست کی وجہ سے ہے جب یہی علت سرکہ وغیرہ میں پائی جاتی تو پھر پانی کی طرح یہ چیزیں بھی مظہر ہوں گی چنانچہ صاحب کبیری غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی ص ۱۷۵ مطبوعہ مذہبی کتب خانہ اردو بازار کراچی پر لکھتے ہیں:

كذا تجوز از التها بالنار او بالتراب لان المقصود قلع اثرها فاذا حصل بالناراو بالتراب اجزاء

اسی طرح نجاست کا ازالہ آگ یا مٹی کے ساتھ کرنا بھی جائز ہے کیونکہ مقصود ازالہ نجاست ہے جب وہ آگ یا مٹی کے ساتھ حاصل ہو گیا تو کفایت کرے گا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اور تائید شیخین

شیخین کے مذہب کے مطابق علت ازالہ نجاست ہے وہ جہاں جہاں پائی جائے گی معلول وہاں متحقق ہوتا چلا جائے گا۔اب تفریع بٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بچہ اگر ماں کی چھاتی پرقے کردے اور پھر پستان سے دودھ پی لے یہاں تک کہ قے کا اثر ختم ہو جائے تو چھاتی پاک ہو جائے گی یوں ہی اگر کسی کی انگلی میں خون یا شراب لگی ہو اور اس کو کوئی چوس لے یہاں تک کہ اس کا اثر جاتا رہے تو انگلی پاک سمجھی جائے گی۔یہ سب جزئیات شیخین کے مذہب کی تائید کرتی ہیں لیکن امام محمد کے نزدیک صحیح نہ ہو گا کیونکہ پانی کے ذریعے طہارت حاصل نہ ہوئی۔(lxix)

بالآخر، امام قدوریؒ اور ان کی معرکۃ الآراء تصنیف مختصر القدوری کا جامع مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ حنفی فقہ کی علمی عمارت صرف تاریخی اہمیت کی حامل نہیں بلکہ آج کے پیچیدہ فقہی، قانونی اور معاشرتی مباحث میں بھی رہنمائی فراہم کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔قدوریؒ کا منہج، جس میں روایت، درایت، اعتدال اور فقہی توازن کا حسین امتزاج ملتا ہے، اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ کلاسیکی فقہی متون کو نئے فکری تناظر میں سمجھ کر عصری

Research Journal MA'ARIF-E AULIYA

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

مسائل پر مؤثر طور پر منطبق کیا جا سکتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ امام قدوریؒ پر عائد کیے جانے والے اعتراضات علمی باریک بینی سے غیر متعلق ثابت ہوتے ہیں، جبکہ مختصر القدوری اپنی استنادی حیثیت، فقہی جامعیت اور تعلیمی مقام کے اعتبار سے آج بھی فقہا و طلبہ کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔ عصرِ حاضر کی ضروریات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ کلاسیکی فقہی سرمایہ کو نہ صرف محفوظ رکھا جائے بلکہ جدید فقہی تربیت، تحقیق اور قانونی مکالمے میں متحرک طور پر شامل کیا جائے۔ اس طرح امام قدوریؒ کا علمی ورثہ نہ صرف محفوظ رہے گا بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے رہنمائی کا ایک معتبر، قابلِ اعتماد اور دینِ اسلام کی جامع روح سے ہم آہنگ سرچشمہ بھی ثابت ہوگا۔

مآخذ و مراجع

(i) بغدادی، حافظ ابو بکر علی بن خطیب، (م 1070ء) تاریخ بغداد، بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، سن اشاعت 2011ء۔ ج 4، ص 377

(ii) السیوطی، محدث جلال الدین عبدالرحمن، (م 1505ء) لب الالباب فی تحریر الانساب، بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، سن اشاعت 1997ء۔ ج 4، ص 275

(iii) بلیاوی، ابوالفضل مولوی عبدالحفیظ، (م 1966ء) اللغات۔ کراچی: خیر محمد کتب خانہ آرام باغ، ص 662

(iv) السیوطی، محدث جلال الدین عبدالرحمن، (م 1505ء) لب الالباب فی تحریر الانساب، بغداد: مطبوعہ مکتبۃ المثنی، سن طباعت 1997ء۔ ص 104

(v) الکادوری، امام یوسف بن عمر، (م 1331ء) مقدمہ جامع المضمرات، پشاور: مطبوعہ دار الکتب، صدف پلازہ، محلہ جنگی، سن اشاعت 2019ء۔ ص 20

(vi) طاش، کبری زادہ، (م 1561ء) مفتاح السعادۃ ومصباح العادۃ في موضوعات العلوم، بیروت لبنان: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، سن اشاعت 1985ء۔ ج 2، ص 281

(vii) البغدادي، ابو حسین، (م 1032ء) التجرید، افغانستان: مطبوعہ مکتبہ محمودیہ ارگ بازار قندھار، سن اشاعت 2007۔ ج 1، ص 7

(viii) الزرکلی، خیر الدین، (م 1976ء) الاعلام قاموس التراجم، لبنان: مطبوعہ المکتب الاسلامی۔ سن اشاعت 2022ء۔ ج 4، ص 212

(ix) البغدادی، حافظ ابو بکر علی بن خطیب، (م 1070ء) تاریخ بغداد، بیروت لبنان: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، سن اشاعت 2022ء۔ ج 4، ص 377

(x) چلپی، حاجی خلیفہ مصطفی، (م 1609ء) کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، سن اشاعت 2008ء۔ ج 1، ص 397

(xi) السیوطی، محدث جلال الدین عبدالرحمن، (م 1505ء) لب الالباب فی تحریر الانساب، بغداد: مطبوعہ مکتبۃ المثنی، سن طباعت 1997ء۔ ج 4، ص 275

(xii) السیوطی، محدث جلال الدین عبدالرحمن، (م 1505ء) لب الالباب فی تحریر الانساب، بغداد: مطبوعہ مکتبۃ المثنی، سن طباعت 1997ء۔ ج 4، ص 275

(xiii) السبکي، تاج الدین، (م 1370ء) طبقات الشافعیۃ الکبری، حیدر آباد: مطبوعہ المکتبۃ الوقفیہ، سن اشاعت 2011ء۔ ج 4، ص 29

(xiv) القرشي، محی الدین ابو محمد عبدالقادر، (م 1373ء) الجواہر المضیہ في طبقات الحنفیہ، دکن: مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف، سن اشاعت 2021ء۔ ج 1، ص 247

(xv) السودني، قاسم بن قطلوبغا، (م 1474ء) تاج التراجم في طبقات الحنفیہ، دمشق: مطبوعہ دار القلم، سن اشاعت 2019ء۔ ص 103

(xvi) چلپی، حاجی خلیفہ مصطفی، (م 1609ء) کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، سن اشاعت 2008ء۔ ج 2، ص 1631

(xvii) السودني، قاسم بن قطلوبغا، (م 1474ء) تاج التراجم في طبقات الحنفیہ، دمشق: مطبوعہ دار القلم، سن اشاعت 2019ء۔ ص 185

(xviii) الجوزی، عبدالرحمن بن علی بن محمد، (م 1114ء) المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، سن اشاعت 1992ء۔ ج 9، ص 24

(xix) ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، (م 1274ء) کتب الکبائر، بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، سن طباعت 1996ء۔ ج 17، ص 521

(xx) البغدادي، ابو حسین، (م 1032ء) مقدمۃ التجرید، افغانستان: مطبوعہ مکتبہ محمودیہ ارگ بازار قندھار، سن اشاعت 2007۔ ص 16

(xxi) البغدادي، ابو حسین، (م 1032ء) مقدمۃ التجرید، افغانستان: مطبوعہ مکتبہ محمودیہ ارگ بازار قندھار، سن اشاعت 2007۔ ج 1، ص 14

(xxii) القاسمی، ابوسعید غلام مصطفی، المتانہ في مرمۃ الخزانۃ، کوئٹہ: مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، میزان مارکیٹ، سن اشاعت 2021ء۔ ص 44

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

[xxiii] الکھنوی، محمد عبدالحي،(1886ء)مقدمۃ التصحیح والترجیح علی مختصر القدوری، کوئٹہ: مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، میزان مارکیٹ، سن اشاعت 2015ء۔ص30

[xxiv] شامی، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین،(م1836ء)شرح عقود رسم المفتی، لاہور: مطبوعہ البشریٰ لائبریری، اردو بازار، سن اشاعت 2022ء۔ص36

[xxv] الشیخ، محمد اسلم رضا، ثلاث رسائل شرح عقود رسم المفتی، کراچی: مطبوعہ المکتبۃ الغوثیہ، سن اشاعت 2015ء۔ص62،160

[xxvi] الکھنوی، محمد عبدالحي،(1886ء)مقدمۃ التصحیح والترجیح علی مختصر القدوری، کوئٹہ: مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، میزان مارکیٹ، سن اشاعت 2015ء۔ص31

[xxvii] علامہ محمد ہارون، حالات مصنفین درس نظامی، لاہور: مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ، جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو۔سن اشاعت 2024ء۔ص88

[xxviii] البغدادي، ابو حسین،(م1032ء)مقدمۃ التجرید، افغانستان: مطبوعہ مکتبہ محمودیہ ارگ بازار قندھار، سن اشاعت 2007۔ج1،ص14

[xxix] الکھنوی، محمد عبدالحي،(1886ء)مقدمۃ التصحیح والترجیح علی مختصر القدوری، کوئٹہ: مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، میزان مارکیٹ، سن اشاعت 2015ء۔ص32

[xxx] الکھنوی، محمد عبدالحي،(1886ء)مقدمۃ التصحیح والترجیح علی مختصر القدوری، کوئٹہ: مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، میزان مارکیٹ، سن اشاعت 2015ء۔ص32

[xxxi] الکھنوی، محمد عبدالحي،(1886ء)مقدمۃ التصحیح والترجیح علی مختصر القدوری، کوئٹہ: مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، میزان مارکیٹ، سن اشاعت 2015ء۔ص32

[xxxii] ترمذی، ابو عیسی،(905ء)جامع ترمذی، باب ماجاء في شد الاسنان بالذھب، کراچی: مطبوعہ نور محمد کارخانہ، سن اشاعت 2000ء۔ج1،ص306

[xxxiii] شامی، محمد امین بن عمر،(م1836ء)ردالمحتار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، کتاب الطھارۃ، لاہور: مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ شیش محل روڈ، سن طباعت ١٤١٢ھ۔ج1،ص 289

[xxxiv] شامی، محمد امین بن عمر ،(م1836ء)رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، کتاب الطھارۃ، لاہور: مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ شیش محل روڈ، سن طباعت ١٤١٢ھ۔ج1،ص211

[xxxv] ترمذی، ابو عیسی،(905ء)جامع ترمذی، باب المسح علی الخفین، کراچی: مطبوعہ نور محمد کارخانہ، سن اشاعت 2000ء۔ج1،ص27

[xxxvi] شامی، محمد امین بن عمر ،(م1836ء)رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، کتاب الطھارۃ، لاہور: مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ شیش محل روڈ، سن طباعت ١٤١٢ھ۔ج1،ص281

[xxxvii] صدقی، محمد صدقی بن احمد صدقی، موسوعۃ القواعد الفقھیہ، مصر: مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ، سن اشاعت 2022ء۔ج3،ص58

[xxxviii] شامی، محمد امین بن عمر،(م1836ء)ردالمحتار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، لاہور: مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ شیش محل روڈ، سن طباعت ١٤١٢ھ۔ج1،ص285

[xxxix] شامی، محمد امین بن عمر،(م1836ء)ردالمحتار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، لاہور: مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ شیش محل روڈ، سن طباعت ١٤١٢ھ۔ج1،ص289

[xl] عالمگیری، ملا نظام الدین عالمگیری،(م1748ء)الفتاوی الھندیہ، الفصل الرابع في احکام الحیض، مصر: مطبوعہ کبیری امریہ، ج1،ص13

[xli] الطحاوی، علامہ ابو جعفر الطحاوي(م935ء)، حاشیۃ الطحاوی علی مراقي الفلاح، کتاب الطھارۃ، بیروت: مطبوعہ مکتبۃ العلمیہ، سن اشاعت 2015ء۔ص22

[xlii] عالمگیری، ملا نظام الدین عالمگیری،(م1748ء)الفتاوی الھندیہ، الفصل الرابع في احکام الحیض، مصر: مطبوعہ کبیری امریہ، ج1،ص39

[xliii] عالمگیری، ملا نظام الدین عالمگیری،(م1748ء)الفتاوی الھندیہ، الفصل الرابع في احکام الحیض، مصر: مطبوعہ کبیری امریہ، ج11،ص53

[xliv] الشرنبلالی، علامہ ابوالاخلاص حسن،(م1659ء)نور الایضاح بذریعۃ النجاح، راولپنڈی: مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز، سن اشاعت 2018ء۔ص75

[xlv] کاسانی، علامہ ابو بکر،(م1191ء)بدائع الصنائع في ترتیب احکام الشرائع، کتاب الزکوۃ، فصل في الشرائط، کراچی: مطبوعہ ایچ ایم سعید، سن اشاعت 2020ء۔ج2،ص289

[xlvi] طھماز، عبدالحمیر محمود،(م2010ء)الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید، کتاب الزکرۃ، دمشق: مطبوعہ دار القلم، سن اشاعت 1995ء۔ج1،ص356

[xlvii] الشرنبلالی، علامہ ابوالاخلاص حسن،(م1659ء)نور الایضاح بذریعۃ النجاح، راولپنڈی: مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز، سن اشاعت 2018ء۔ص168

[xlviii] الدہلوی، علامہ عالم بن العلاء،(م1384ء)الفتاوی التاتارخانیہ، کراچی: مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم، سن اشاعت 2018ء۔ج2،ص19

[xlix] بھترالوی، محقق عبدالرزاق حطاروی،(م2014ء)الجواھر السنایہ حاشیہ ہدایہ، راولپنڈی: مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا، سن اشاعت 2008ء۔ص63

[l] اعظمی، علامہ امجد علی،(م1948ء)بہار شریعت، کراچی: مطبوعہ مجلس المدینۃ العلمیہ، سن اشاعت 2004ء۔ص372

[li] الحنفی، عمر بن ابراہیم،(م1563ء)النھر الفائق، کراچی: مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، سن اشاعت 1985ء۔ج1،ص129

[lii] المرغینانی، برہان الدین،(م1197ء)الھدایہ اول، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ملتان: مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ، سن اشاعت 2005ء۔ص231

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2(April-June, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

([liii])آل عمران 41:3

([liv])مریم 10:19

([lv])السیوطی، جلال الدین، (م1505ء) تفسیر جلالین کلاں، کراچی: مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ، سن اشاعت 1995ء۔ ص50

([lvi])الحنفی، عمر بن ابراہیم، (م1563ء)النہر الفائق، کراچی: مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، سن اشاعت 1985ء۔ ج1، ص129

([lvii]) قاسمی، مولوی شمیر الدین، (م1970ء) ثمرۃ النجاح شرح نور الایضاح، کراچی: مطبوعہ زم زم پبلشرز، سن اشاعت 2007ء۔ ج1، ص71

([lviii]) قاسمی، مولوی شمیر الدین، (م1970ء)، الشمیری شرح قدوری، لاہور: مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، سن اشاعت 2005ء۔ ج1، ص71

([lix]) گنگوہی، مولوی محمد حنیف، (م2007ء)غایۃ السعایۃ فی مافی الہدایہ، لاہور: مطبوعہ مکتبۃ الاشرفیہ جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ، سن اشاعت 1990ء۔ ج1، ص36

([lx])الحنفی، علامہ قاسم بن قطلوبغا، (م1474ء)الترجیح فی المذہب الحنفی، کوئٹہ: مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ، سن اشاعت 2005ء۔ ص77

([lxi])ابن ہمام، کمال الدین، (م1457ء) فتح القدیر مع الکفایہ، کوئٹہ: مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سر کی روڈ، سن اشاعت 2010ء۔ ج7، ص397

([lxii])الحنفی، ابن نجیم، (1563ء)البحر الرائق، کراچی: مطبوعہ ایچ ایم سعید، سن اشاعت 2003ء۔ ج1، ص152

([lxiii]) بھترالوی، محقق عبد الرزاق حطاروی، (م2014ء)الجواہر السنایہ حاشیہ ہدایہ، راولپنڈی: مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا، سن اشاعت 2008ء۔ ج1، ص50

([lxiv]) بھترالوی، محقق علامہ عبد الرزاق حطاری، ، (م2014ء)المظہر النوری، راولپنڈی: مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا، سن اشاعت 2007ء۔ ج1، ص21

([lxv]) بخاری، محمد بن اسماعیل، (م870ء) صحیح بخاری، باب ہل تصلی المرأۃ فی ثوب حاضت فیہ، کراچی: مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، سن طباعت 1961ء۔ رقم312، ص45

([lxvi]) امام ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، (م888ء) سنن ابو داؤد، باب المرأۃ تغسل ثوبھا الذي تلبسہ فی حیضھا، کراچی: مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، سن طباعت 1961ء۔ رقم364، ص58

([lxvii])الدہلوی، علامہ عالم بن العلاء، (م1384ء)الفتاوی التاتارخانیہ، کراچی: مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم، سن اشاعت 2018ء۔ ج1، ص318

([lxviii])المرغینانی، برہان الدین، (م1197ء)الہدایہ، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ملتان: مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ، سن اشاعت 2005ء۔ ص70

([lxix]) گنگوہی، مولوی محمد حنیف، (م2007ء)غایۃ السعایۃ فی مافی الہدایہ، لاہور: مطبوعہ مکتبۃ الاشرفیہ جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ، سن اشاعت 1990ء۔ ج1، ص194-95